

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام

تصنیف
حافظ زبیر علی زئی

ناشر
مکتبۃ الحدیث حضور ضلع انک

فہرست

- ۴..... مقدمہ
- ۷..... نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام
- ۹..... تقلید پرستی کا ایک عبرتناک واقعہ
- ۹..... ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا
- ۱۰..... عبدالرحمن بن اسحاق الواسطی
- ۱۳..... سینے پر ہاتھ باندھنا
- ۱۷..... مؤمل بن اسماعیل
- ۲۰..... دیوبندیہ کا ایک عجیب اصول
- ۲۱..... ابوتوبہ الحلی
- ۲۱..... الہیشم بن حمید
- ۲۲..... ثور بن یزید
- ۲۳..... سلیمان بن موسیٰ
- ۲۵..... خلاصۃ التحقیق
- ۲۸..... اثبات التحدیل فی توثیق مؤمل بن اسماعیل
- ۳۹..... نصر الرب فی توثیق سماک بن حرب
- ۴۰..... جارحین اور ان کی جرح
- ۴۳..... معدلین اور ان کی تعدیل
- ۴۶..... اختلاط کی بحث
- ۵۱..... حدیث اور الہدایت کتاب کا جواب
- ۵۲..... نقطہ آغاز
- ۵۹..... مصنف ابن ابی شیبہ کا پہلا صفحہ (عکس)
- ۶۰..... مصنف ابن ابی شیبہ کی حدیث کا عکس
- ۶۱..... مصنف ابن ابی شیبہ کا پہلا صفحہ (دوسرا نسخہ)
- ۶۲..... مصنف کی حدیث کا عکس (دوسرا نسخہ)
- ۶۳..... مصنف ابن ابی شیبہ کا قلمی نسخہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين، أما بعد :
متواتر حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔
دیکھئے نظم المتناثر (ص ۹۸ حدیث: ۶۸)

اس کے سراسر برعکس مالکیوں کی غیر مستند کتاب ”المدونہ“ میں لکھا ہوا ہے:

”وقال مالك في وضع اليمنى على اليسرى في الصلوة قال: لا
أعرف ذلك في الفريضة وكان يكرهه ولكن في النوافل إذا طال القيام
فلا بأس بذلك يعين به نفسه“

(امام) مالک نے نماز میں ہاتھ باندھنے کے بارے میں کہا: ”مجھے فرض نماز میں اس
کا ثبوت معلوم نہیں“ وہ اسے مکروہ سمجھتے تھے، اگر نوافل میں قیام لمبا ہو تو ہاتھ باندھنے
میں کوئی حرج نہیں ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو مدد دے سکتا ہے۔ (المدونہ ۷۶۱)
تنبیہ: مدونہ ایک مشکوک اور غیر مستند کتاب ہے۔ دیکھئے القول المتین فی الجہر بالتامین (ص ۷۳)
اس غیر ثابت قول کے مقابلے میں موطأ امام مالک میں باب باندھا ہوا ہے:

”باب وضع اليدين إحداهما على الأخرى في الصلوة“ (۱۵۸/۱)

اس باب میں امام مالک سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ والی حدیث لائے ہیں:

”كان الناس يؤمرون أن يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه
اليسرى في الصلوة“

لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھے۔

ابن عبدالبر نے کہا:

”وروی ابن نافع وعبد الملك و مطرف عن مالك أنه قال: توضع

اليمنى على اليسرى فى الصلوة فى الفريضة والنافلة، قال:

لا بأس بذلك، قال أبو عمر: وهو قول المدنيين من أصحابه

ابن نافع، عبد الملك اور مطرف نے (امام) مالک سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے

فرمایا: ”فرض اور نفل (دونوں نمازوں) میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا چاہئے،

اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔“ ابو عمر (ابن عبدالبر) نے کہا: اور ان (امام مالک)

کے مدنی شاگردوں کا یہی قول ہے۔ (الاستاذ کا ۲/۲۹۱)

”مدونہ“ کی تقلید کرنے والے مالکی حضرات ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں، اگر کسی مقلد مالکی

سے ہاتھ چھوڑنے کی دلیل پوچھی جائے تو وہ کہتا ہے:

”میں امام مالک کا مقلد ہوں، دلیل ان سے جا کر پوچھو، مجھے دلائل معلوم ہوتے تو

میں تقلید کیوں کرتا؟“ (تقریر ترمذی ص ۳۹۹)

شیعہ اور اہل تقلید مالکیوں کے مقابلے میں اہل حدیث کا مسلک یہ ہے کہ ہر نماز میں

حالت قیام میں ہاتھ باندھنے چاہئیں اور دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھنا چاہئے۔

ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے، اہل حدیث کے نزدیک نماز

میں ناف سے اوپر سینے پر ہاتھ باندھنے چاہئیں۔

سیدنا ہلب الطائی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز میں) یہ (ہاتھ)

اپنے سینے پر رکھتے تھے۔ (مسند احمد ۵/۲۲۶، وسندہ حسن)

امام بیہقی لکھتے ہیں: ”باب وضع الیدین علی الصدر فی الصلوة من السنة“

باب: نماز میں سینے پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۳۰۷)

اس کے برعکس حنفی و بریلوی و دیوبندی حضرات یہ کہتے ہیں کہ

”نماز میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں“



حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

”وقال الثوري وأبو حنيفة وإسحاق: أسفل السرة، وروى ذلك

عن علي وأبي هريرة والنخعي ولا يثبت ذلك عنهم وهو قول أبي مجلز“

ثوری، ابوحنیفہ اور اسحاق (بن راہویہ) کہتے ہیں کہ ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے

چاہئیں (!) اور یہ بات علی (رضی اللہ عنہ) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) اور (ابراہیم نخعی) سے مروی

ہے مگر ان سے ثابت نہیں ہے اور ابو مجلز کا یہی قول ہے۔ (المہید ۷۵/۲۰)

سعودی عرب کے مشہور شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین کی تقدیم و مراجعت سے چھپی ہوئی

کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ ”الصواب: السنة وضع اليد اليمنى على اليسرى على

الصدر“ صحیح یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھنا سنت ہے۔

(القول المتين في معرفة ما ينهم المصلين ص ۲۹)

امام اسحاق بن راہویہ اپنے دونوں ہاتھ، اپنی چھاتیوں پر یا چھاتیوں سے نیچے (سینے پر) رکھتے

تھے۔ (مسائل الامام احمد واسحاق ص ۲۲۲ وصفه صلوة النبي ﷺ ص ۶۱)

اس کے برعکس دیوبندی و بریلوی حضرات یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ

”غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہاتھ سینے پر باندھنے چاہئیں۔“ (دیکھئے حدیث اور اہلحدیث ص ۲۷۹)

دیوبندیوں و بریلویوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ”مرد تو ناف سے نیچے ہاتھ باندھیں اور عورتیں سینہ

پر ہاتھ باندھیں“ حالانکہ اس دعویٰ کی کوئی صریح دلیل ان لوگوں کے پاس نہیں ہے۔

آخر میں عرض ہے کہ بریلویوں و دیوبندیوں کے ساتھ اہل حدیث کا اصل اختلاف عقائد

اور اصول میں ہے۔ دیکھئے القول المتين في الجهر بالتامين ص ۱۸۳۸

تنبیہ: رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے چاہئیں یا نہیں باندھنے چاہئیں، یہ مسئلہ اجتہادی ہے، دونوں

طریقے صحیح ہیں، دیکھئے مسائل صالح بن احمد بن حنبل (قلمی ص ۹۰، مطبوع ۲۰۵۲ مسئلہ نمبر ۷۷۶)

اس سلسلے میں تشدد نہیں کرنا چاہئے، بہتر یہی ہے کہ رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑے

جائیں تاہم اگر کوئی شخص ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (۷/۱ اگست ۲۰۰۲ء)

نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام

جو شخص کلمہ پڑھ کر دین اسلام میں داخل ہوتا ہے اس پر نماز کی ادائیگی فرض ہو جاتی ہے۔ دیکھئے سورۃ النساء آیت نمبر ۱۰۳، نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾

یقیناً فلاح پائی اہل ایمان نے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔ (المؤمنون: ۱۰۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ (چیزوں) پر رکھی گئی ہے:

① أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول الله

② نماز قائم کرنا ③ زکوٰۃ ادا کرنا

④ حج کرنا ⑤ اور رمضان کے روزے رکھنا

(لقد احدث صحیح متفق علی صحیح، شرح السنہ للبیہقی ج ۱ ص ۱۷، ۱۸، ۱۹، البخاری: ۸، مسلم: ۱۶)

قیامت کے دن انسان سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۳۳۶ و سندہ صحیح)

صحیح الحاکم علی شرط مسلم ۲۶۲/۱ ووافقه الذہبی ولفہ شہادۃ عند احمد ۶۵/۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰



دلیل نمبر ۲:

نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کی احادیث متعدد صحابہ سے صحیح یا حسن اسانید کے ساتھ مروی ہیں، مثلاً:

- ۱: وائل بن حجر رضی اللہ عنہ (مسلم: ۴۰۱/۱ و ابوداؤد: ۷۲۷)
- ۲: جابر رضی اللہ عنہ (احمد: ۳۸۱/۳ ج ۱۵۱۶ و سندہ حسن)
- ۳: ابن عباس رضی اللہ عنہما (صحیح ابن حبان، الموارید: ۸۸۵ و سندہ صحیح)
- ۴: عبداللہ بن جابر البیاضی رضی اللہ عنہ
- (معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم الاصبہانی ۱۶۱۰/۳ ج ۴۰۵ و سندہ حسن و اورده الضیاء فی المختارۃ ۱۳۰/۹ ج ۱۱۴)
- ۵: غصیف بن الحارث رضی اللہ عنہ (مسند احمد: ۱۰۵/۵، ۲۹۰/۵ و سندہ حسن)
- ۶: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (ابوداؤد: ۷۵۵/۷ و ابن ماجہ: ۸۱۱ و سندہ حسن)
- ۷: عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ (ابوداؤد: ۷۵۴ و اسنادہ حسن و اورده الضیاء المقدسی فی المختارۃ ۳۰۱/۹ ج ۲۵۷)
- یہ حدیث متواتر ہے۔ (نظم المبتاثر من الحدیث المتواتر ص ۹۸ ج ۶۸)
- دوسرا گروہ کہتا ہے کہ نماز میں ارسال کرنا چاہئے (ہاتھ نہ باندھے جائیں)

اس گروہ کی دلیل

المعجم الکبیر للطبرانی میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ارسال یدین کرتے تھے اور کبھی کبھار دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔ (مجمع الزوائد ۱۰۲/۲)

اس دلیل کا جائزہ

اس روایت کی سند کا ایک راوی خصیف بن محمد ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۴۲۰/۷ ج ۱۳۹)
امام بخاری، ابن الجارود، الساجی، شعبہ، القطان اور ابن معین وغیرہ نے کہا: کذاب (جھوٹا) ہے۔ (دیکھئے لسان المیزان ۲/۸۶۸)
حافظ یشی نے کہا: کذاب ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۰۲/۲)
معلوم ہوا کہ یہ سند موضوع (من گھڑت) ہے لہذا اس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔



تقلید پرستی کا ایک عبرتناک واقعہ

حسین احمد مدنی ٹائڈ وی دیو بندی فرماتے ہیں:

”ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک مرتبہ تین عالم (حنفی، شافعی اور حنبلی) مل کر ایک مالکی کے گھر گئے، اور پوچھا کہ تم ارسال کیوں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ: میں امام مالک کا مقلد ہوں دلیل ان سے جا کر پوچھو مجھے دلائل معلوم ہوتے تو تقلید کیوں کرتا،

تو وہ لوگ ساکت ہو گئے“ (تقریر ترمذی ص ۳۹۹ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان)

معلوم ہوا کہ تقلید کرنے والا دلیل کی طرف دیکھتا ہی نہیں اور نہ دلیل سنتا ہے، یا درہے کہ امام مالک سے ارسال یدین قطعاً ثابت نہیں ہے۔ مالکیوں کی غیر مستند کتاب ”مدونہ“ کا حوالہ موطاً امام مالک کے مقابلے میں مردود ہے۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ نماز میں ہاتھ باندھنا ہی سنت ہے اور نماز میں ہاتھ نہ باندھنا خلاف سنت ہے، اب ہاتھ کہاں باندھے جائیں اس میں اہل حدیث اور اہل الرائے کا اختلاف ہے۔

ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا اور اس کا تجزیہ

اہل الرائے کا دعویٰ ہے کہ ہاتھ ناف سے نیچے باندھے جائیں۔ ان کے پیش کردہ دلائل درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر ۱:

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔ (سنن ابی داؤد ۴۸۰، ۴۸۱ ح ۷۵۸، ۷۵۶)

جائزہ:

اس روایت کا دارودمدار عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی پر ہے۔

عبدالرحمن بن اسحاق الواسطی الکوفی علمائے اسماء الرجال کی نظر میں

- ۱: ابو زرعمہ الرازی نے کہا: ليس بقوي (الجرح والتعديل ۲۱۳/۵)
- ۲: ابوحاتم الرازی نے کہا: هو ضعيف الحديث ، منكر الحديث يكتب حديثه ولا يحتج به (الجرح والتعديل ۲۱۳/۵)
- ۳: ابن خزيمة نے کہا: ضعيف الحديث (كتاب التوحيد ص ۲۲۰)
- ۴: ابن معين نے کہا: ضعيف ، ليس بشئ (الجرح والتعديل ۲۱۳/۵ وسندہ صحیح، تاریخ ابن معين: ۱۵۵۹، ۳۰۷۰)
- ۵: احمد بن حنبل نے کہا: منكر الحديث (كتاب الضعفاء للبخاری: ۲۰۳، التاريخ الكبير ۲۵۹/۵)
- ۶: بزار نے کہا: ليس حديثه حديث حافظ (كشف الاستار: ۸۵۹)
- ۷: يعقوب بن سفيان نے کہا: ضعيف (كتاب المعرفة والتاريخ ۵۹/۳)
- ۸: عقیلی نے کہا: ذكره في كتاب الضعفاء (۳۲۲/۲)
- ۹: العجلی نے کہا: ضعيف جائز الحديث يكتب حديثه (تاريخ العجلی: ۹۳۰)
- ۱۰: بخاری نے کہا: ضعيف الحديث (العلل للترمذی ۲۲۷/۱)
- اور کہا: فيه نظر (الکامل لابن عدی ۱۶۱۳/۴ وسندہ صحیح)
- ۱۱: نسائی نے کہا: ضعيف (كتاب الضعفاء للنسائی: ۳۵۸)
- اور کہا: ليس بشقة (سنن النسائی ۹/۶ ج ۳۱۰۱)
- ۱۲: ابن سعد نے کہا: ضعيف الحديث (طبقات ابن سعد ۳۶۱/۶)
- ۱۳: ابن حبان نے کہا: كان ممن يقلب الأخبار والأسانيد وينفرد بالمناكير عن المشاهير ، لا يحل الاحتجاج بخبره (كتاب الجرح وحين ۵۴/۲)
- ۱۴: دارقطنی نے کہا: ضعيف (سنن دارقطنی ۱۲۱/۲ ج ۱۹۸۲)
- ۱۵: بیہقی نے کہا: متروك (السنن الكبرى ۳۲۲/۲)

- ۱۶: ابن جوزی نے اس کو الضعفاء والمترکین میں ذکر کیا اور کہا:
- ”ويحدث عن النعمان عن المغيرة أحاديث مناكير“ (۸۹/۲ ت ۱۸۵۰)
- اور کہا: ”المتهم به عبدالرحمن بن إسحاق“ (الموضوعات ۳/۲۵۷)
- ۱۷: الذہبی نے کہا: ضعفه (الكشاف ج ۲ ص ۲۶۵)
- ۱۸: ابن حجر نے کہا: كوفي ضعيف (تقریب التہذیب: ۳۷۹۹)
- ۱۹: نووی نے کہا: هو ضعيف بالإتفاق (شرح مسلم ج ۳ ص ۱۱۵، نصب الراية ج ۱ ص ۳۱۴)
- ۲۰: ابن الملقن نے کہا: فإنه ضعيف (البدرا لمیر ۴/۱۷۷)
- الزرقانی نے بھی شرح موطاً امام مالک (ج ۱ ص ۳۲۱) میں کہا: ”وإسناده ضعيف“
- اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن اسحاق جمہور محدثین کرام کے نزدیک ضعیف و مجروح ہے بعض نے اس کو متہم اور متروک بھی کہا ہے لہذا اس کی روایت مردود ہے،
- اسی لئے حافظ ابن حجر نے کہا: ”وإسناده ضعيف“ (الدرایہ ۱/۱۶۸)
- بیہقی نے کہا: ”لا يثبت إسناده“
- نووی نے کہا: ”هو حديث متفق على تضعيفه“ (نصب الراية ج ۱ ص ۳۱۴)
- زیلعی حنفی نے تو اس کی کوئی تردید نہیں کی مگر نصب الراية کے متعصب حنفی فرماتے ہیں:
- ”ترمذی نے عبدالرحمن بن اسحاق کی حدیث کی تحسین اور حاکم نے تصحیح کی ہے“ حالانکہ
- ترمذی اور حاکم دونوں ان لوگوں کے نزدیک تساہل کے ساتھ مشہور ہیں۔ ترمذی نے کثیر بن
- عبداللہ کی حدیث کی تصحیح کی ہے جبکہ کثیر کو کذاب بھی کہا گیا ہے، اسی لئے بقول حافظ ذہبی
- ”علماء ترمذی کی تصحیح پر اعتما نہیں کرتے۔“ (میزان الاعتدال ۳/۴۰۷)
- حاکم نے مستدرک میں عبدالرحمن بن زید بن اسلم کی حدیث کی تصحیح کی ہے حالانکہ یہی
- حاکم اپنی کتاب ”المدخل إلى الصحيح“ میں لکھتے ہیں:
- ”روى عن أبيه أحاديث موضوعة لا يخفى على من تأملها من
- أهل الصنعة أن الحمل فيها عليه“ (ص ۱۰۴)

زیلعی حنفی لکھتے ہیں کہ ”وتصحیح الحاكم لا يعتد به“ (نصب الراية ۳۴۴) یعنی حنفیوں کے نزدیک حاکم کی تصحیح کسی شمار و قطار میں نہیں ہے، اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ ابن خزیمہ نے تو عبد الرحمن پر جرح کی ہے۔ دیکھئے کتاب التوحید (ص ۲۲۰) یاد رہے کہ عبد الرحمن مذکور کی تحت السرة والی روایت کو کسی محدث و امام نے صحیح یا حسن نہیں کہا، لہذا امام نووی کی بات صحیح ہے کہ یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔

عبد الرحمن کے اساتذہ میں زیاد بن زید مجہول ہے۔ (تقریب التہذیب: ۲۰۷۸) نعمان بن سعد کی توثیق سوائے ابن حبان کے کسی نے نہیں کی اور اس سے عبد الرحمن روایت میں تنہا ہے لہذا حافظ ابن حجر نے کہا: ”فلا يحتج بخبره“ (تہذیب التہذیب: ۴۰۵/۱۰) عبد الرحمن الواسطی نے ”عن سيار أبي الحكم عن أبي وائل قال قال أبو هريرة.....“ کی ایک سند فٹ کی ہے، اس کے بارے میں امام ابو داؤد نے کہا: ”وروى عن أبي هريرة وليس بالقوي“ اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے اور وہ قوی نہیں ہے۔

(سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۴۸۰ حدیث ۷۵۷)

دلیل نمبر ۲:

وعن أنس.... ووضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلوة تحت السرة جائزہ:

اس روایت کی سند میں ایک راوی سعید بن زریبی ہے۔

(الحلاقیات للبیہقی قلمی ص ۳۷ مختصر الحلاقیات ۳۴۲/۱)

سعید بن زریبی سخت ضعیف راوی ہے، حافظ ابن حجر نے فرمایا: ”منكر الحديث“ (شخص) یہ منکر حدیثیں بیان کرنے والا ہے۔ (تقریب التہذیب: ۲۳۰۴) تنبیہ: محلی ابن حزم اور الجوهري انتھی میں یہ روایت بغیر سند کے مذکور ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ نماز میں ناف سے اوپر سینے پر ہاتھ باندھنے چاہئیں۔

سینے پر ہاتھ باندھنا

دلیل نمبر ۱:

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ والساعد پھر آپ نے دایاں ہاتھ بائیں ہتھیلی، کلائی اور (ساعد) بازو پر رکھا۔ صحیح ابن خزيمة (۲۴۳/۱) ج ۱۴، ۲۸۰ (۷۱۴) صحیح ابن حبان (۳/۱۶۷ ح ۱۸۵۷ والموارد: ۴۸۵) مسند احمد (۳/۳۱۸ ح ۱۹۰۷ سنن نسائی (۲/۱۲۶ ح ۸۹۰) سنن ابی داود مع بذل المجہود (۴/۴۳۷ ح ۴۳۸ ج ۷۲۷ وسندہ صحیح)

جائزہ:

- ۱: وائل بن حجر رضی اللہ عنہ: صحابی جلیل (تقریب التہذیب: ۳۹۳-۷)
- ۲: کلیب: صدوق (تقریب التہذیب: ۵۶۶۰-۷)
- ۳: عاصم بن کلیب: صدوق رمی بالإرجاء (تقریب التہذیب: ۳۰۷۵-۷) یہ صحیح مسلم کے راوی ہیں۔

- ۴: زائدہ بن قدامہ: ثقة ثبت صاحب سنة (تقریب التہذیب: ۶۹۸۲-۷)
- ۵: ابوالولید ہشام بن عبد الملک الطیالسی: ثقة ثبت (تقریب التہذیب: ۷۳۰۱-۷)
- ۶: الحسن بن علی الحلوانی: ثقة حافظ له تصانیف (تقریب التہذیب: ۱۲۶۲-۷)

معلوم ہوا کہ یہ سند صحیح ہے، نبوی نے بھی آثار السنن (ص ۸۳) میں کہا: ”وإسناده صحيح“ تشریح: ”الكف والرسغ والساعد“ اصل میں ذراع (حدیث بخاری: ۷۴۰) کی تشریح ہے۔ المعجم الوسیط (۴۳۰/۱) میں ہے ”الساعد: ما بين المرفق والكف من أعلى“ ساعد کہنی اور ہتھیلی کے درمیان (اوپر کی طرف) کو کہتے ہیں۔ تنبیہ: ”الساعد“ سے مراد پوری ”الساعد“ ہے بعض الساعد نہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ”لأن العبرة بعموم اللفظ حتى يقوم دليل على التخصيص“

جب تک تخصیص کی دلیل قائم نہ کی جائے عموم لفظ کا ہی اعتبار ہوتا ہے۔

(فتح الباری ۲/۱۲ تحت ج ۲۹۱۵)

”بعض الساعد“ کی تخصیص کسی حدیث میں نہیں ہے، لہذا ساری ”الساعد“ پر ہاتھ رکھنا لازم ہے، تجربہ شہاد ہے کہ اس طرح ہاتھ رکھے جائیں تو خود بخود سینے پر ہی ہاتھ رکھے جاسکتے ہیں۔
دلیل نمبر ۲:

قال الإمام أحمد في مسنده: ”ثنا يحيى بن سعيد عن سفیان: حدثني سماك عن قبيصة بن هلب عن أبيه قال: رأيت النبي ﷺ ينصرف عن يمينه وعن شماله ورأيتنه يضع هذه على صدره / وصف يحيى اليمنى على اليسرى فوق المفصل“

ہلب الطائىؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو (نماز سے فارغ ہو کر) دائیں اور بائیں (دونوں) طرف سلام پھیرتے ہوئے دیکھا ہے اور دیکھا ہے کہ آپ یہ (ہاتھ) اپنے سینے پر رکھتے تھے۔ یحییٰ (القطان راوی) نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر (عملاً) بتایا۔
(مسند احمد ۲/۵۲۶ ح ۲۲۳۱۳ وسندہ حسن والتحقق لابن الجوزی ۲۸۳/۱)

سند کی تحقیق

① یحییٰ بن سعید (القطان):

ثقة متقن حافظ إمام قدوة من كبار التاسعة (تقريب التهذيب: ۷۵۷)

② سفیان (الثوری):

ثقة حافظ فقيه عابد إمام حجة من رؤس الطبقة السابعة وكان ربما دلس

(تقريب التهذيب: ۲۳۳۵)

③ سماك بن حرب:

صدوق وروايته عن عكرمة خاصة مضطربة وقد تغير بأخرة فكان

ربما تلقن . (تقريب التهذيب: ۲۶۲۳)

یاد رہے کہ سماک کی یہ روایت عکرمہ سے نہیں ہے لہذا اضطراب کا خدشہ نہیں، سفیان الثوری نے سماک سے حدیث کا سماع قدیم (اختلاط سے پہلے) کیا ہے لہذا ان کی سماک سے حدیث مستقیم ہے۔ (دیکھئے بذل المجہود ج ۳ ص ۴۸۳ تصنیف: خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی) سماک کی روایت صحیح مسلم، بخاری فی التعلیق اور سنن اربعہ میں ہے۔ (بیر دیکھئے ص ۳۹)

④ قبیصہ بن ہلب (الطائی):

ابن مدینی نے کہا: مجہول ہے، نسائی نے کہا: مجہول ہے۔ العجلی نے کہا: ثقہ ہے، ابن حبان نے ثقہ لوگوں میں شمار کیا۔ (تہذیب التہذیب ۳۱۴/۸) ترمذی نے اس کی ایک حدیث کو حسن کہا (سنن الترمذی: ۲۵۲) اور ابوداؤد نے اس کی حدیث پر سکوت کیا۔

(سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۱۴۷، کتاب الاطعمۃ باب کراہیۃ التقذیر للطعام ح ۸۴ ص ۳۷۸)

ظفر احمد تھانوی دیوبندی کی تحقیق یہ ہے کہ ابوداؤد کا سکوت حدیث کے صالح الاحتجاج ہونے کی دلیل ہے اور اس کی سند راویوں کے صالح ہونے کی بھی دلیل ہے۔

(قواعد الدیوبندیہ فی علوم الحدیث ص ۲۲۴، ۸۳)

اگرچہ یہ قاعدہ مشکوک و باطل ہے لیکن دیوبندی ”حضرات“ پر تھانوی صاحب کی بات بہر حال حجت ہے، امام بخاری نے اس کو تاریخ الکبیر (۱۷۷/۷) میں ذکر کیا ہے اور اس پر جرح نہیں کی۔ تھانوی صاحب کی تحقیق کے مطابق اگر امام بخاری کسی شخص پر اپنی تواریخ میں طعن (وجرح) نہ کریں تو وہ ثقہ ہوتا ہے۔ (قواعد فی علوم الحدیث ص ۲۲۳ طبع بیروت)

ابن ابی حاتم نے کتاب الجرح والتعديل (۱۲۵/۷) میں اس کا ذکر کر کے سکوت کیا ہے، تھانوی صاحب کے نزدیک ابن ابی حاتم کا سکوت راوی کی توثیق ہوتی ہے۔

(قواعد فی علوم الحدیث ص ۳۵۸)

تھانوی صاحب کے یہ اصول علی الاطلاق صحیح نہیں ہیں، ان پر مشہور عرب محقق عدا ب محمود الحمش نے اپنی کتاب ”رواة الحديث الذين سكت عليهم أئمة الجرح والتعديل بين التوثيق والتجهيل“ میں زبردست تنقید کی ہے۔ تھانوی صاحب کے

اصول الزامی طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ امام العجلی معتدل امام ہیں لہذا العجلی، ابن حبان اور الترمذی کی توثیق کو مد نظر رکھتے ہوئے صحیح بات یہ ہے کہ قبصہ بن ہلب حسن الحدیث راوی ہیں۔
قبصہ کے والد ہلب رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ (تقریب التہذیب: ۳۱۵)

ایک بے دلیل اعتراض

نیوی صاحب فرماتے ہیں:

”رواہ أحمد و إسناده حسن لكن قوله علي صدره غير محفوظ“
اسے احمد نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے لیکن ”علی صدرہ“ کے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔ (آثار السنن ص ۸۷ ج ۳۲۶)

جواب

نیوی صاحب کا یہ فرمان قرین صواب نہیں ہے، کیونکہ انھوں نے سفیان الثوری کے تفرد کو اپنے اس فیصلہ کی بنیاد بنایا ہے جب کہ حدیث کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ کسی راوی کا کسی لفظ میں منفرد ہونا اس لفظ کے غیر محفوظ ہونے کی کافی دلیل نہیں ہوتا، تاوقتیکہ وہ الفاظ اس سے زیادہ ثقہ راوی کے الفاظ کے سراسر منافی نہ ہوں۔ حافظ ابن حجر شرح منجیہ الفکر میں فرماتے ہیں:

”وزيادة راويها مقبولة مالم تقع منافية لمن هو أوثق“
صحیح اور حسن حدیث کے راوی کے وہ الفاظ مقبول ہوں گے جو وہ دوسروں کے بالمقابل زیادہ کرے بشرطیکہ وہ اوثق کے خلاف نہ ہوں۔ (تحفۃ الدرس ۱۹)
ظاہر ہے کہ علی صدرہ کے الفاظ اضافہ ہیں، منافی نہیں ہیں۔
شاہد نمبر ۱:

قال ابن خزيمة في صحيحه: ”نا أبو موسى: نا مؤمل: نا سفیان عن
عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال: صليت مع رسول الله
ﷺ ووضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره“

سیدنا و اہل بیت علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر سینہ پر رکھا۔ (ابن خزیمہ ۲۳۳۶ ح ۲۷۹۷ احکام القرآن للطحاوی ۱۸۶/۱ ح ۳۲۹) سند کا جائزہ: بعض آلِ تقلید نے اس کے راوی مؤمل بن اسماعیل پر جرح نقل کی ہے۔ (بذل المجہود فی حل ابی داؤد ۴۸۶/۲، آثار السنن: ۳۲۵)

مؤمل بن اسماعیل

تعدیل

تعدیل کرنے والے

- ۱: یحییٰ بن معین ثقہ (تاریخ ابن معین: ۲۳۵)
- ۲: الضیاء المقدسی
- ۳: ابن حبان
- ۴: احمد
- ۵: ابن شاہین
- ۶: الدارقطنی
- ۷: سلیمان بن حرب
- ۸: الحاکم
- ۹: الذہبی
- ۱۰: الترمذی
- ۱۱: ابن کثیر
- ۱۲: البیہقی
- ۱۳: ابن خزیمہ
- ۱۴: البخاری
- وغیرہم، نیز دیکھئے ص ۲۸ تا ۳۸

- ثقة (تاریخ ابن معین: ۲۳۵)
- أورد حديثه في المختارة (۳۳۵/۱ ح ۲۳۷)
- ذكره في الثقات وقال: ربما أخطأ (۱۸۷/۹)
- روى عنه (دیکھئے مجمع الزوائد ۸۰/۱)
- ذكره في كتاب الثقات (۱۲۱۶)
- صح له في سننه (۲۲۶۱ ح ۱۸۶/۲)
- يحسن الثناء عليه (كتاب المعرفة والتاريخ ۵۲/۳)
- صح له في المستدرک (۳۸۴/۱)
- كان من ثقات البصريين (العبر ۳۵۰/۱)
- صح له في سننه (۶۷۲)
- قواه في تفسيره (۲۲۳/۴)
- ثقة وفيه ضعف ، المجمع (۱۸۳/۸)
- أخرج عنه ، في صحيحه (۲۳۳/۱ ح ۲۷۹)
- أخرج عنه تعليقا في صحيحه (دیکھئے ح ۲۷۰۰)



جرم کرنے والے جرم

۱: ابو حاتم صدوق شدید فی السنۃ کثیر الخطأ یکتب حدیثہ

(کتاب الجرح والتعدیل ۳۷۸/۸)

☆ ابو زرہ الرازی فی حدیثہ خطأ کثیر (یقول ابو زرہ سے ثابت نہیں ہے)

۲: یعقوب بن سفیان یروی المناکیر عن ثقات شیوخنا.....

(المعرفة والتاریخ ۵۲۳)

☆ الساجی صدوق کثیر الخطأ وله أوہام (یقول ثابت نہیں ہے)

۳: ابن سعد ثقة کثیر الغلط (طبقات ابن سعد ۵۰۱/۵)

☆ ابن قانع صالح یخطئ (یقول ثابت نہیں ہے۔)

۴: الدارقطنی صدوق کثیر الخطأ (سوالات الحاکم للدارقطنی: ۴۹۲)

☆ محمد بن نصر المروزی سیئ الحفظ کثیر الغلط (یقول ثابت نہیں ہے۔)

۵: ابن حجر صدوق سیئ الحفظ (تقریب التہذیب: ۷۰۲۹)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ ائمہ محدثین کی اکثریت کے نزدیک مؤمل بن اسماعیل ثقہ یا حسن الحدیث ہیں اور ثقہ عدد کثیر کی بات عدد قلیل پر حجت ہے۔

[مؤمل بن اسماعیل پر تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے ص ۲۸ تا ۳۸]

تنبیہ: حافظ مزنی، حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر نے بغیر کسی سند کے امام بخاری سے نقل

کیا ہے کہ انھوں نے مؤمل مذکور کے بارے میں کہا: ”منکر الحدیث“ امام بخاری کی یہ

جرح ہمیں اُن کی کسی کتاب میں نہیں ملی، التاریخ الکبیر (۴۹/۸) میں بخاری مؤمل بن

اسماعیل کا ترجمہ لائے ہیں مگر اس پر کوئی جرح نہیں کی۔ ظفر احمد تھانوی صاحب ایک قاعدہ

بتاتے ہیں کہ ”کل من ذکرہ البخاری فی ”تواریخہ“ ولم یطعن فیہ فہو ثقہ“

ہر وہ شخص جس کو (امام) بخاری اپنی تواریخ میں بغیر طعن کے ذکر کریں تو وہ (دیوبندیوں کے

نزدیک) ثقہ ہے۔ (توابع فی علوم الحدیث ص ۲۲۳)

اس بات سے قطع نظر کہ یہ اصول اصلاً باطل ہے، تھانوی صاحب کے نزدیک امام بخاری کی رائے میں مؤمل بن اسماعیل ثقہ ہے، واللہ اعلم۔ امام بخاری نے مؤمل بن سعید الرجبی کو ذکر کر کے ”منکر الحدیث“ کہا ہے۔ (التاریخ الکبیر ج ۸ ص ۴۹)
مؤمل بن سعید پر بخاری کی جرح حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر نے ذکر تک نہیں کی۔
(مثلاً ملاحظہ ہو لسان المیزان ج ۶ ص ۱۶۱)

بخاری نے مؤمل بن اسماعیل کا ذکر ”الضعفاء“ میں نہیں کیا۔
متقدمین و متاخرین جنہوں نے ضعفاء کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں مثلاً ابن عدی، ابن حبان، عقیلی اور ابن الجوزی وغیرہم، انہوں نے مؤمل بن اسماعیل پر بخاری کی یہ جرح نقل نہیں کی لہذا معلوم ہوا کہ حافظ مزنی کو اس کے انتساب میں وہم ہوا ہے، ذہبی اور ابن حجر نے اس وہم میں ان کی اتباع کی ہے، اس کی دیگر مثالیں بھی ہیں مثلاً ملاحظہ کریں العللاء بن الحارث۔
(میزان الاعتدال ج ۳ ص ۹۸ مع حاشیہ)

تطبیق و توفیق

جارجین کی جرح عام ہے اور معدلین کی تعدیل میں تخصیص موجود ہے، یحییٰ بن معین نے مؤمل بن اسماعیل کو سفیان ثوری کی روایت میں ثقہ قرار دیا ہے۔

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۴۸/۳۷ شرح علل الترمذی لابن رجب ص ۳۸۴، ۳۸۵)
مؤمل کی سفیان ثوری سے روایت کو ابن خزیمہ، دارقطنی، حاکم، ذہبی، ترمذی اور ابن کثیر نے صحیح قوی قرار دیا ہے۔ (دیکھئے ص ۳۲، ۳۳)

متقدمین میں سے کسی امام نے بھی مؤمل کو سفیان الثوری کی روایت میں ضعیف نہیں کہا لہذا معلوم ہوا کہ وہ ثوری سے روایت میں ثقہ ہیں۔ اسی لئے ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے بھی اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (دیکھئے عللاء السنن ج ۳ ص ۱۰۸)
اس طرح جارجین و معدلین کے اقوال میں تطبیق و توفیق ہو جاتی ہے اور تعارض باقی نہیں رہتا۔

دیوبندیہ کا ایک عجیب اصول

تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

”إن الراوي إذا كان مختلفاً فيه فهو حسن الحديث وحديثه حسن“

اگر راوی مختلف فیہ ہو تو وہ حسن الحدیث ہوتا ہے اور اس کی حدیث حسن ہوتی ہے۔

(قواعد فی علوم الحدیث ص ۷۷، نیز ملاحظہ فرمائیں اعلیٰ السنن ۲/۲۰۶)

تھانوی صاحب کے اس قول سے معلوم ہوا کہ مؤمل حسن الحدیث ہے اور اس کی حدیث حسن ہے کیونکہ وہ مختلف فیہ ہے!

اگر کوئی کہے کہ مؤمل اس روایت میں تھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ

۱: سفیان ثوری سے روایت میں ثقہ ہے لہذا اس کی حدیث حسن ہے۔

۲: اس کی یہ روایت کسی ثقہ راوی کے خلاف نہیں ہے۔

۳: حافظ ابن قیم نے اس کی حدیث کو ”ترك السنة الصحيحة الصريحة“ کی مثال میں ذکر کیا ہے۔ (اعلام المتوعین ۲/۴۰۰)

۴: بہت سی احادیث اس کی شاہد ہیں مثلاً حدیث سابق وحدیث لاحق۔

۵: یہ روایت مؤمل کی وجہ سے ضعیف نہیں بلکہ سفیان الثوری کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف

ہے، اسے حسن لذاتہ حدیث کی تائید میں بطور شاہد پیش کیا گیا ہے۔ نیز دیکھئے ماہنامہ ”الحدیث“، حضرت جلد اول شمارہ ص ۲۶

شاہد نمبر ۲:

قال أبو داود في سننه:

”حدثنا أبو توبة: ثنا الهيثم يعني ابن حميد عن سليمان بن موسى

عن طاؤس قال: كان رسول الله ﷺ يضع يده اليمنى على يده اليسرى

ثم يشد بهما على صدره وهو في الصلاة“

طاؤس تابعی سے (مرسل) روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز میں سینے پر ہاتھ رکھتے تھے۔
(سنن ابی داود مع بذل المجہود ۴/۲۸۲ ح ۷۵۹)

سند کی تحقیق: اس روایت کے راویوں کی تحقیق درج ذیل ہے:
ابو توبہ الربيع بن نافع الحلی

ثقة حجة عابد (تقریب التہذیب: ۱۹۰۲)

یہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ بالاتفاق ہیں۔

الہیثم بن حمید

صدوق رمی بالقدر (تقریب التہذیب: ۷۳۶۲)

جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے لہذا وہ حسن الحدیث ہیں۔

① دحیم: أعلم الأولین والآخرین بمکحول (المعرفة والتاریخ ۳۹۵/۲ وسندہ صحیح)

② احمد بن حنبل: ما علمت إلا خيراً (الجرح والتعديل ۸۲/۹ وسندہ صحیح)

③ یحییٰ بن معین: لا بأس به (الجرح والتعديل ۸۲/۹ وسندہ صحیح)

④ دارقطنی: ثقة (سنن دارقطنی ۳۱۹/۱ ح ۲۰۴ قال: ”کھم ثقات“، ونبہم الہیثم بن حمید)

⑤ ابن شاپین: ذکرہ فی کتاب الثقات (۱۵۴۹)

⑥ ابن حبان: ذکرہ فی کتاب الثقات (۲۳۵/۹)

⑦ ابو زرعة الدمشقی: أعلم أهل دمشق لحديث مکحول وأجمعه لأصحابه:

الہیثم بن حمید و یحییٰ بن حمزة (تاریخ ابی زرعة: ۹۰۲)

⑧ الذہبی: ”الفقیة الحافظ“ (تذکرۃ الحفاظ ۲۸۵/۱)

میزان الاعتدال میں ذہبی نے لکھا ہے ”صح“ یعنی یہ راوی ثقہ ہے (۳۲۱/۴) حافظ ذہبی

نے ”معرفة الرواة المتکلم فیہم بما یوجب الرد“ میں کہا: ”صدوق“ (ص ۱۸۷)

⑨ بیہقی: بیہقی نے اس کی حدیث کے بعد کہا:

”وہذا إسناد صحيح ورواته ثقات“ (کتاب القراءات خلف الامام للبيهقي ص ۶۴)

⑩ ابن حجر: صدوق رمي بالقدر (تقریب التہذیب: ۷۳۶۲)

محمد بن مہاجر بن یثیم بن حمید کو طلب علم کے ساتھ پہچانتے تھے۔ (تاریخ ابی زرعہ: ۹۰۱ و سندہ صحیح)
اس تعدیل کے مقابلے میں صرف ابوسہر کا قول ہے کہ ”کان ضعيفاً قدریاً“ یہ قول
جمہور محدثین کے خلاف ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔
نتیجہ: یثیم بن حمید ثقہ و صدوق ہے۔

ثور بن یزید بن زیاد الکلاعی ابو خالد الحمصی

ابن سعد، محمد بن اسحاق، دحیم، احمد بن صالح، یحییٰ بن معین، یحییٰ بن سعید، محمد بن عوف، نسائی،
ابوداؤد اور العجلی نے کہا: ثقہ ہے۔ ابن حبان نے ثقہ لوگوں میں اس کا ذکر کیا، ساجی اور
ابوحاتم نے کہا: صدوق، ابن عدی نے کہا:

”هو مستقیم الحدیث صالح فی الشامیین“ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۰، ۳۲ ملخصاً)

وہ قدری تھا اس وجہ سے بعض نے اس پر جرح کی ہے ملاحظہ ہو (میزان الاعتدال ۴/۲۷۱)

خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے بذل المجہود میں کہا: ”وثقه كثيرون....“

بہت (سے لوگوں) نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے۔ (بذل المجہود ۴/۲۸۲)

ثور کا قدری ہونے سے رجوع حافظ ذہبی نے نقل کیا ہے لہذا اُن پر قدری ہونے کا الزام صحیح

نہیں ہے۔ (اور یہ صحیح بخاری کے راوی ہیں)

خلاصۃ التحقیق: ثور ثقہ و صحیح الحدیث ہیں۔

سلیمان بن موسیٰ الاموی دمشقی الاشدرق

تعديل کرنے والے

تعديل

- ۱: سعید بن عبدالعزیز کان أعلم أهل الشام بعد مکحول
- ۲: دجیم أوثق أصحاب مکحول سلیمان بن موسی (الجرح والتعديل ۱۴۱/۲ وسنده صحیح)
- ۳: ابن معین ثقة (تاریخ عثمان بن سعید الداری: ۲۶، ۳۶۰)
- ۴: ابن عدی وهو عندي ثبت صدوق (الکامل ۱۱۱۹/۳)
- ۵: الدارقطنی من الثقات الحفاظ (کتاب العلل ج ۵ ورقہ ۱۱۰، موسوعة اقوال الدارقطنی ۳۰۳/۱)
- ۶: عطاء بن ابی رباح أثنی علیه (کتاب المعرفة والتاریخ ۲/۴۰۵ وسنده صحیح)
- ۷: ہشام بن عمار أرفع أصحاب مکحول سلیمان بن موسی (کتاب المعرفة والتاریخ ۲/۳۹۶ وسنده صحیح)
- ۸: ابن سعد کان ثقة، أثنی علیه ابن جریج (طبقات ابن سعد ۷/۴۵۷)
- ۹: الزہری أثنی علیه (مسند احمد ۶/۴۷۷ ج ۲/۲۴۰۵ وسنده صحیح)
- ۱۰: ابن حبان ذکره فی الثقات وقال: کان فقیہاً ورعاً (کتاب الثقات ۶/۳۷۹، ۳۸۰)
- ۱۱: ابن المدینی من کبار أصحاب مکحول وکان خولط قبل موته یسیر (یقول باسند صحیح نہیں ملا)
- ۱۲: الذہبی الإمام الکبیر مفتی دمشق (سیر اعلام النبلاء ۵/۴۳۳)
- ۱۳: ابن حجر صدوق فقیہ فی حدیثہ بعض لین وخولط قبل موته



بقلیل (تقریب التہذیب: ۲۶۱۶)

صحح لہ (المستدرک ۲/۱۶۸ ج ۲۰۶۷)

جرم

عندہ مناکیر (الضعفاء للبخاری: ۱۳۸)

وقال: منكر الحديث أنا لا أروي عنه شيئاً

محله الصدق وفي حديثه بعض الإضطراب

أحد الفقهاء ليس بالقوي في الحديث

(الضعفاء: ۲۵۲)

۱۴: حاکم

جرم کرنے والے

۱: البخاری

۲: ابوحاتم

۳: النسائی

۴: ابوزرعہ الرازی

ذکرہ فی الضعفاء (۲۲۲/۲)

۵: العقلی

ذکرہ فی الضعفاء (۱۴۰/۲)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سلیمان جمہور کے نزدیک ثقہ و صدوق ہیں (یاد رہے کہ وہ صحیح مسلم کے راوی ہیں) لہذا اس حدیث میں سلیمان بن موسیٰ کی وجہ سے ”لین“ (کمزوری) نہیں ہے۔

”خولط بیسیر قبل موته“ ثابت بھی نہیں ہے اور یہاں غیر مضرب ہے۔ واللہ اعلم
ابوداؤد نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے لہذا تھانوی صاحب کے اصول کے مطابق یہ روایت صالح ہے، شیخ البانی نے اس روایت کے بارے میں کہا:

”رواہ أبو داود (۷۵۹) بإسناد صحيح عنه“ (ارواء الغلیل ۲/۸۱۵)

تنبیہ: ہمارے نزدیک یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

طاؤس: ثقة فقیہ فاضل (التقریب: ۳۰۰۹)

یہ کتب سہ کے راوی اور طبقہ ثالثہ کے تابعی ہیں، ابن عباس وغیرہ کے شاگرد ہیں۔

اگرچہ ہمارے نزدیک مرسل روایات ضعیف ہوتی ہیں مگر اس روایت کو دو وجہ سے پیش کیا گیا ہے۔

۱: فریق مخالف کے نزدیک مرسل حجت ہے، ظفر احمد عثمانی صاحب نے کہا:

”قلت: والمرسل حجة عندنا“ میں نے کہا: اور ہمارے نزدیک مرسل حجت ہے۔

(اعلاء السنن ج ۸ ص ۸۲ بحث المرسل)

۲: یہ روایت حسن روایت کے شواہد میں ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں مقدمہ ابن الصلاح ص ۳۸ بحث المرسل)

تنبیہ: السنن الکبریٰ للبیہقی (۳۰/۲) میں محمد بن حجر الحضرمی سے روایت ہے کہ

”حدثنا سعيد بن عبد الجبار بن وائل بن حجر عن أبيه عن أمه عن

وائل بن حجر قال: حضرت رسول الله ﷺ ثم وضع يمينه

على يسراه على صدره“

یہ روایت سخت ضعیف ہے: محمد بن حجر کی روایتیں منکر ہیں۔ ام عبد الجبار کی توثیق معلوم نہیں

اور سعید بن عبد الجبار بھی مجروح ہے۔ (ملاحظہ ہوا الجوهري النقي ۳۰/۲، اور میزان الاعتدال ۵۱۱/۳، ۱۲۷/۲)

محمد بن حجر اور سعید بن عبد الجبار، بقول ظفر احمد تھانوی صاحب مختلف فی التوثیق ہیں۔

(اعلاء السنن ۷۰/۱)

اور مختلف فیہ راوی تھانوی صاحب کے نزدیک حسن الحدیث ہوتا ہے۔ کما تقدم

ام عبد الجبار کی جہالت دیوبندیوں کو مضرب نہیں ہے کیونکہ تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

”والجهالة في القرون الثلاثة لا يضر عندنا“

پہلی تین صدیوں میں راوی کا مجہول ہونا ہمارے نزدیک مضرب نہیں ہے۔ (اعلاء السنن ۱۶۱/۳)

خلاصۃ التحقیق

قبیصہ بن ہلب والی روایت بلحاظ سند حسن لذاتہ ہے اور بلحاظ شواہد صحیح لغیرہ ہے۔ اس تحقیق

سے واضح اور ثابت ہوا کہ نماز میں مردوں اور عورتوں، سب کے لئے ہاتھ سینے پر باندھنا ہی

سنت ہے۔ واللہ الموفق

آخر میں بعض دیوبندیوں کی ایک غلطی پر تنبیہ ضروری معلوم ہوتی ہے جسے علمی خیانت

اور تحریف کہنا زیادہ مناسب ہے، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ حال ہی

میں کراچی کے ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ سے طبع ہوئی ہے اس میں ایک حدیث اس طرح درج ہے:

وضع یمینہ علی شمالہ فی الصلوٰۃ تحت السرة (مصنف ۳۹۰/۱)
طبع کرنے والوں کا فرض تھا اور علمی امانت داری کا تقاضا تھا کہ وہ بتاتے کہ تحت السرة کے الفاظ انھیں کس نسخہ سے دریافت ہوئے ہیں تاکہ حدیث کے طالب علم اس نسخہ کے نسب نامہ پر نظر ڈال سکتے مگر انھوں نے ایسا کوئی حوالہ نہیں دیا۔

مصنف ابن ابی شیبہ کا جو نسخہ ۱۹۶۶ء بمطابق ۱۳۸۶ھ حیدرآباد (الہند) میں طبع ہوا تھا، اس میں اس حدیث کا اختتام ”علی شمالہ فی الصلوٰۃ“ پر ہوا ہے، اور اس میں ”تحت السرة“ کے الفاظ سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔

☆ مصنف کے قدیم نسخوں میں یہ الفاظ موجود نہیں، علامہ محمد حیات سندھی کی گواہی عون المعجود (۴۶۲/۲) میں ثبت ہے کہ انھوں نے مصنف کے نسخہ میں الفاظ نہیں پائے۔

☆ استاذ محترم سید محبت اللہ شاہ راشدی کے مکتبہ عامرہ میں مصنف کا قلمی نسخہ بھی اس اضافے سے خالی ہے۔

انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں:

”فإني راجعت ثلاث نسخ للمصنف فما وجدته في واحدة منها“

پس بے شک میں نے مصنف کے تین (قلمی) نسخے دیکھے ہیں، ان میں سے ایک

نسخہ میں بھی یہ (تحت السرة والی عبارت) نہیں ہے۔ (فیض الباری ۲/۲۶۷)

① یہ حدیث امام وکیع کے واسطے سے مسند احمد (۳۱۶/۴ ج ۱۸۸) شرح السنۃ (۳۰/۳ ج ۵۶۹) اور سنن دارقطنی (۲۸۶/۱ ج ۱۰۸۸) میں موجود ہے لیکن تحت السرة کے الفاظ کسی روایت میں موجود نہیں ہیں۔

② سنن نسائی (۱۲۵/۲ ج ۸۸۸) اور سنن دارقطنی (۲۸۶/۱ ج ۱۰۹۱) میں عبد اللہ بن مبارک نے وکیع کی متابعت کی ہے لیکن یہ الفاظ ان کی روایت میں بھی موجود نہیں ہیں۔

- ⑤ ابو نعیم الفضل بن دکین نے یہی حدیث موسیٰ بن عمیر سے ’’نحت السرة‘‘ کے بغیر روایت کی ہے۔ دیکھئے کتاب المعرفة والتاریخ للفارسی (۱۲۱/۳) السنن الکبریٰ (۲۸/۲) المعجم الکبیر للطبرانی (۱۷۹/۲۲) اور تہذیب الکمال للمزی (۴۹۹/۱۸)
- ⑥ اگر یہ حدیث اس مسئلہ میں موجود ہوتی تو متقدمین حنفیہ اس سے بے خبر نہ ہوتے جب کہ طحاوی، ابن ترکمانی اور ابن ہمام جیسے اساطین حنفیہ نے اس کا کہیں ذکر تک نہیں کیا۔ نووی اور ابن حجر وغیرہا بھی اس کے متعلق خاموش ہیں۔

لہذا ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ (دیوبندیہ) کے کارپردازوں کو چاہئے کہ ہر جلد کے سرورق پر جہاں لکھتے ہیں کہ ’’یہ طبع ان ۴۹۰، ابواب پر مشتمل ہے جو ہندوستانی طبع میں رہ گئے تھے‘‘ اس نسخہ کی خصوصیت بھی بتائیں کہ ’’اس میں ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جو ابن ابی شیبہ کو معلوم ہی نہیں تھے بلکہ ہم (آل تقلید) نے ایجاد کئے ہیں۔‘‘ یہ الفاظ نویں صدی کے قاسم بن قطلوبغا حنفی (کذاب/ قالہ البقاعی انظر الضوء الملاح ۱۸۶/۶) نے پہلی مرتبہ مصنف ابن ابی شیبہ کی طرف غلط فہمی یا کذب بیانی کی وجہ سے منسوب کر دیئے اور ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ (دیوبندیہ) نے طالع ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ الفاظ متن میں شامل کر دیئے حالانکہ نیوی نے آثار السنن میں اس اضافہ کو غیر محفوظ قرار دیا تھا، لیکن انھوں نے ’’تمحیص بھی لے ڈوئیں گے‘‘ کے مصداق ابن خزیمہ کی روایت میں موجود ’’علی صدرہ‘‘ کے الفاظ کو بھی اس کی نظیر قرار دے دیا حالانکہ یہ الفاظ صحیح ابن خزیمہ کے تمام نسخوں میں موجود ہیں۔ یہ روایت مسند بزار میں بھی ’’عند صدرہ‘‘ کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

(ملاحظہ ہو فتح الباری ۱۷۸/۲)

اللهم أرنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه ، آمین

(۱۲ جون ۲۰۰۴ء)



اثبات التعديل في توثيق مؤمل بن إسماعيل

ابو عبد اللہ مؤمل بن اسماعیل القرشی العدوی البصری نزیل مکہ کے بارے میں مفصل تحقیق درج ذیل ہے، کتب سنہ میں مؤمل کی درج ذیل روایتیں موجود ہیں:

صحیح البخاری = (ج ۲۷۰۰، اور بقول راجح ج ۷۰۸۳، تعلیقاً)
سنن الترمذی = (ج ۲۱۵، ۶۷۲، ۱۸۲۲، ۱۹۴۸، ۲۱۴۵، ۳۲۶۶،

(۳۹۴۹، ۳۹۰۶، ۳۵۲۵)

سنن النسائي: الصغرى = (ج ۴۰۹۷، ۴۵۸۹)

سنن ابن ماجه = (ج ۲۰۱۳، ۲۹۱۹، ۳۰۱۷)

مؤمل مذکور پر جرح درج ذیل ہے:

۱: ابو حاتم الرازی:

”صدوق، شدید فی السنۃ، کثیر الخطأ، یکتب حدیثہ“

وہ سچے (اور) سنت میں سخت تھے۔ بہت غلطیاں کرتے تھے، ان کی حدیث لکھی جاتی ہے۔

(کتاب الجرح والتعديل ۸/۳۷۷)

☆ زکریا بن یحییٰ الساجی:

”صدوق، کثیر الخطأ وله أوهام يطول ذكرها“ (تہذیب التہذیب ۳۸۱/۱۰)

صاحب تہذیب التہذیب (حافظ ابن حجر) سے امام الساجی (متوفی ۳۰۷ھ) کافی لسان المیزان

(۴۸۸/۲) تک سند موجود نہیں لہذا یہ قول بلا سند ہونے کی وجہ سے اصلاً مردود ہے۔

☆ محمد بن نصر المروزی:

”المؤمل إذا انفرد بحديث وجب أن يتوقف ويشب فيه لأنه كان

سئي الحفظ كثير الخطأ“ (تهذيب التهذيب ۳۸۱/۱۰)

یہ قول بھی بلا سند ہے اور جمہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۲: یعقوب بن سفیان الفارسی:

”سني شيخ جليل ، سمعت سليمان بن حرب يحسن الشاء عليه

يقول : كان مشيختنا يعرفون له ويوصون به إلا أن حديثه لا يشبه

حديث أصحابه ، حتى ربما قال : كان لا يسعه أن يحدث وقد

يجب على أهل العلم أن يقفوا (عن) حديثه ويتخفوا من الرواية عنه

فإنه منكر يروى المناكير عن ثقات شيوخنا ولهذا أشد فلو كانت

هذه المناكير عن ضعاف لكنا نجعل له عذراً“

جلیل القدر سنی شیخ تھے، میں نے سلیمان بن حرب کو ان کی تعریف کرتے ہوئے

سنا، وہ فرماتے تھے: ہمارے استاد ان (کے حق) کی پہچان رکھتے تھے اور ان کے

پاس جانے کا حکم دیتے تھے۔ مگر یہ کہ ان کی حدیث ان کے ساتھیوں کی حدیث

سے مشابہ نہیں ہے حتیٰ کہ بعض اوقات انھوں نے کہا: اس کے لئے حدیث بیان

کرنا جائز نہیں تھا، اہل علم پر واجب ہے کہ وہ اس کی حدیث سے توقف کریں اور

اس سے روایتیں کم لیں کیونکہ وہ ہمارے ثقہ استادوں سے منکر روایتیں بیان

کرتے ہیں۔ یہ شدید ترین بات ہے، اگر یہ منکر روایتیں ضعیف لوگوں سے ہوتیں

تو ہم انھیں معذور سمجھتے۔ (کتاب المعرفة والتاریخ ۵۲/۳)

اگر یہ طویل جرح سلیمان بن حرب کی ہے تو یعقوب الفارسی مؤمل کے موثقین میں سے ہیں

اور اگر یہ جرح یعقوب کی ہے تو سلیمان بن حرب مؤمل کے موثقین میں سے ہیں۔

تنبیہ: یہ جرح جمہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

یہ قول بلاسند ہے اور خود عبدالباقی بن قانع پر اختلاف کا الزام ہے۔ بعض نے توشیح اور بعض



نہ تضعیف کی ہے۔ (دیکھئے میزان الاعتدال ۵۳۲/۲، ۵۳۳)

۵: حافظ ابن حجر العسقلانی: ”صدوق سنی الحفظ“ (تقریب التہذیب: ۷۰۲۹)

۶: احمد بن حنبل:

”مؤمل کان یخطی“ (سوالات المروزی: ۵۳، موسوعة اقوال الإمام احمد ۳/۴۱۹)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ثقہ راویوں کو بھی (بعض اوقات) خطا لگ جاتی ہے لہذا ایسا راوی اگر موثق عندا لجمہور ہو تو اس کی ثابت شدہ خطا کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور باقی روایتوں میں وہ حسن الحدیث، صحیح الحدیث ہوتا ہے۔ نیز دیکھئے قواعد فی علوم الحدیث (ص ۲۷۵)

۷: ابن الترمذی الحنفی والی جرح ”قیل“ کی وجہ سے مردود ہے دیکھئے الجوہر النقی (۳۰/۲) اس جرح کے مقابلے میں درج ذیل محدثین سے مؤمل بن اسماعیل کی توثیق ثابت یا مروی ہے۔

۱: یحییٰ بن معین: ”ثقة“ (تاریخ ابن معین رولایہ الدوری: ۲۳۵ والجرح والتعديل لابن ابی حاتم ۸/۳۷۴) کتاب الجرح والتعديل میں ابن ابی حاتم نے لکھا ہے کہ

”أنا يعقوب بن إسحاق فيما كتب إلي قال: نا عثمان بن سعيد قال

قلت لي يحيى بن معين: أي شيء حال المؤمل في سفیان؟ فقال: هو

ثقة، قلت: هو أحب إليك أو عبيد الله؟ فلم يفضل أحداً على

الآخر“ (۸/۳۷۴)

يعقوب بن اسحاق الهروى کا ذکر حافظ ذہبی کی تاریخ الاسلام میں ہے۔

(۸۴۲۵ وفیات سنیہ ۳۳۲ھ)

حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

”أبو الفضل الهروي الحافظ، سمع عثمان بن سعيد الدارمي ومن

بعده وصنف جزءاً في الرد على اللفظية، روى عنه عبد الرحمن

ابن أبي حاتم بالإجازة وهو أكبر منه، وأهل بلده“ (تاریخ الاسلام ۸۴۲۵)

ابن رجب الحنبلی نے شرح علل الترمذی میں یہ قول عثمان بن سعید الدارمی کی کتاب سے

نقل کیا ہے۔ (دیکھئے ۵۴۱/۲ و فی نسخہ آخری ص ۳۸۴، ۳۸۵)

سوالات عثمان بن سعید الدارمی کا مطبوعہ نسخہ مکمل نہیں ہے۔

۲: ابن حبان: ذکرہ فی کتاب الثقات (۱۸۷/۹) وقال: ”ربما أخطأ“

ایسا راوی ابن حبان کے نزدیک ضعیف نہیں ہوتا، حافظ ابن حبان مؤمل کی حدیثیں خود صحیح ابن حبان میں لائے ہیں۔ (مثلاً دیکھئے الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۲۵۳ ح ۶۶۸۱) ابن حبان نے کہا:

”أخبرنا أحمد بن علي بن المثنى قال: حدثنا أبو عبيدة بن فضيل

ابن عياض قال: حدثنا مؤمل بن إسماعيل قال: حدثنا سفيان قال:

حدثنا علقمة بن يزيد.....“ إلخ (الاحسان ج ۹ ص ۲۷۹ ح ۷۴۱۷)

معلوم ہوا کہ مؤمل مذکور امام ابن حبان کے نزدیک صحیح الحدیث یا حسن الحدیث ہے، حسن الحدیث راوی پر ”ربما أخطأ“ والی جرح کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۳: امام بخاری: ”استشهد به في صحيحه“

امام بخاری سے منسوب جرح کے تحت یہ گزر چکا ہے کہ امام بخاری نے مؤمل بن اسماعیل سے صحیح بخاری میں تعلیقاً روایت لی ہے لہذا وہ ان کے نزدیک صحیح الحدیث (ثقة وصدق) ہیں۔

۴: سلیمان بن حرب: ”يحسن الشئاء عليه“

يعقوب بن سفيان الفارسي کی جرح کے تحت اس کا حوالہ گزر چکا ہے۔

☆ اسحاق بن راہویہ: ”ثقة“ (تہذیب التہذیب ۳۸۱/۱۰)

یہ قول بلا سند ہے لہذا اس کے ثبوت میں نظر ہے۔

۵: ترمذی: صحح له (۱۹۴۸، ۶۷۲، ۴۱۵) وحسن له (۲۱۴۶، ۳۲۶۶)

تنبیہ: بریکٹ [] کے بغیر والی روایتیں مؤمل عن سفيان (الثوري) کی سند سے ہیں۔

لہذا ثابت ہوا کہ ترمذی کے نزدیک مؤمل صحیح الحدیث و حسن الحدیث ہیں۔

۶: ابن خزیمہ: ”صحح له“ (مثلاً دیکھئے صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۳۱ ح ۷۷۹)

مؤمل عن سفیان الثوری، امام ابن خزمہ کے نزدیک صحیح الحدیث ہے۔

۷: الدارقطنی: صحیح له فی سننہ (۲۲۶۱ ح ۱۸۶/۲)

دارقطنی نے ”مؤمل: ثنا سفیان“ کی سند کے بارے میں لکھا ہے کہ ”إسناده صحيح“ یعنی وہ ان کے نزدیک صحیح الحدیث عن سفیان (الثوری) ہے۔

۸: الحاکم: صحیح له فی المستدرک علی شرط الشیخین ووافقه الذہبی

(۱۴۱۸ ح ۳۸۴/۱)

یہ روایت مؤمل عن سفیان (الثوری) کی سند سے ہے لہذا مؤمل مذکور حاکم اور ذہبی دونوں کے نزدیک صحیح الحدیث ہیں۔

۹: حافظ ذہبی: کان من ثقات [البصریین] (العمر فی خبر من غیر ۲۷۱ وفيات ۲۰۶ھ)

اس سے معلوم ہوا کہ ذہبی کے نزدیک مؤمل پر جرح مردود ہے کیونکہ وہ ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔

۱۰: احمد بن حنبل: ”روی عنه“

امام احمد بن حنبل مؤمل سے اپنی المسند میں روایت بیان کرتے ہیں مثلاً دیکھئے (۱۶۱/۱ ح ۹۷ وشیوخ احمدی مقدمۃ مسند الامام احمد ۴۹/۱)

ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے: ”وکذا شیوخ أحمد کلہم ثقات“

اور اسی طرح احمد کے تمام استاد ثقہ ہیں۔ (تواعد فی علوم الحدیث ص ۱۳۳، اعلاء السنن ج ۱ ص ۲۱۸)

حافظ بیہقی نے فرمایا: ”روی عنه أحمد وشیوخہ ثقات“

اس سے احمد نے روایت کی ہے اور ان کے استاد ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ۸۰/۱)

یعنی عام طور پر بعض راویوں کے استثنائے ساتھ امام احمد کے سارے استاد (جمہور کے نزدیک) ثقہ ہیں۔

۱۱: علی بن المدینی: رویٰ عنہ کما فی تہذیب الکمال (۵۲۶/۱۸)

وتہذیب التہذیب (۳۸۰/۱۰) وغیرہما وانظر الجرح والتعديل (۳۷۴/۸)

ابوالعرب القیروانی سے منقول ہے:

إن أحمد وعلي بن المديني لا يرويان إلا عن مقبول - (تہذیب التہذیب ۱۱۶۹/۱۵۵)
یقیناً احمد اور علی بن المدینی (عام طور پر) صرف مقبول ہی سے روایت کرتے ہیں۔

۱۲: ابن کثیر الدمشقی: قال في حديث "مؤمل عن سفیان (الثوري)" إلخ:
"وهذا إسناد جيد" (تفسیر ابن کثیر ۴/۲۳۳ سورة المعارج) وكذلك جوده في
مسند الفاروق (۱/۳۶۷)

معلوم ہوا کہ مؤمل مذکور حافظ ابن کثیر کے نزدیک جید الحدیث یعنی ثقہ و صدوق ہیں۔
۱۳: الضیاء المقدسی: أورد حديثه في المختارة (۱/۳۳۵ ج ۲۳۷)
معلوم ہوا کہ مؤمل حافظ ضیاء کے نزدیک صحیح الحدیث ہیں۔
☆ ابوداؤد:

قال أبو عبيد الآجري: سألت أبا داود عن مؤمل بن إسماعيل فعظمه
ورفع من شأنه إلا أنه يهمل في الشيء - (تہذیب الکمال ۱۸/۵۲۷)
اس سے معلوم ہوا کہ ابوداؤد سے مروی قول کے مطابق مؤمل ان کے نزدیک حسن الحدیث
ہیں لیکن ابوعبیدہ الآجری کی توثیق معلوم نہیں لہذا اس قول کے ثبوت میں نظر ہے۔
۱۵: حافظ البیہقی: "ثقة وفيه ضعف" (مجمع الزوائد ۸/۱۸۳)
یعنی مؤمل حافظ بیہقی کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔

۱۶: حافظ النسائي: "روى له في سننه المجتبى" (۴۵۸۹، ۴۰۹۷، التلخیص)
ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے کہا: "وكذا كل من حدث عنه النسائي فهو ثقة"
(تواند علوم الحدیث ص ۲۲۲)

یعنی السنن الصغریٰ کے جس راوی پر امام نسائی جرح نہ کریں وہ (عام طور پر) ان (ظفر احمد
تھانوی اور دیوبندیوں) کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔

۱۷: ابن شاپين: ذكره في كتاب الثقات (ص ۲۳۲ ت ۱۴۱۶)

۱۸: الاسماعيلی:



”روی له في مستخرجه (على صحيح البخاري)“ (انظر فتح الباری ۳۳/۱۳ تحت ح ۷۰۸۳) ☆ ابن حجر العسقلانی:

ذكر حديث ابن خزيمة (وفيه مؤمل بن إسماعيل) في فتح الباري ۲۲۲/۲ تحت ح ۷۴۰) ولم يتكلم فيه ظفر احمد تھانوی نے کہا:

”ما ذكره الحافظ من الأحاديث الزائدة في فتح الباري فهو صحيح عنده أو حسن عنده كما صرح به في مقدمته“ (تواعدنی علوم الحدیث ص ۸۹) معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب کے بقول حافظ ابن حجر کے نزدیک مؤمل مذکور صحیح الحدیث یا حسن الحدیث ہے گویا انھوں نے تقریب التہذیب کی جرح سے رجوع کر لیا ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جمہور محدثین کے نزدیک مؤمل بن اسماعیل ثقہ و صدوق یا صحیح الحدیث، حسن الحدیث ہیں لہذا ان پر بعض محدثین کی جرح مردود ہے۔ جارجین میں سے امام بخاری وغیرہ کی جرح ثابت ہی نہیں ہے۔ امام ترمذی وغیرہ جمہور محدثین کے نزدیک مؤمل اگر سفیان ثوری سے روایت کرے تو ثقہ و صحیح الحدیث ہے حافظ ابن حجر کا قول:

”في حديثه عن الثوري ضعف“ (فتح الباری ۳۳/۹ تحت ح ۵۷۲)

جمہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ مؤمل عن سفیان: صحیح الحدیث ہے تو بعض محدثین کی جرح کو غیر سفیان پر محمول کیا جائے گا۔ آخر میں بطور خلاصہ یہ فیصلہ کن نتیجہ ہے:

مؤمل عن سفیان الثوری: صحیح الحدیث اور عن غیر سفیان الثوری: حسن الحدیث ہے۔ والحمد للہ

ظفر احمد تھانوی دیوبندی صاحب نے مؤمل عن سفیان کی ایک سند نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ

”رجالہ ثقات“ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (اعلاء السنن ج ۳ ص ۳۳ تحت ح ۸۶۵)

نیز تھانوی صاحب مؤمل کی ایک دوسری روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

”فالسند حسن“ پس سند حسن ہے۔ (اعلاء السنن ۱۱۸/۳ تحت ح ۸۵۰)

یعنی دیوبندیوں کے نزدیک بھی مؤمل ثقہ ہے۔

کل جارحین = ۷

کل معدلین = ۱۸

زمانہ تدوین حدیث کے محدثین کرام نے ضعیف و مجروح راویوں پر کتابیں لکھی ہیں مثلاً:

- ۱: کتاب الضعفاء للإمام البخاری
- ۲: کتاب الضعفاء للإمام النسائي
- ۳: کتاب الضعفاء للإمام أبي زرعة الرازي
- ۴: کتاب الضعفاء لابن شاهين
- ۵: کتاب المجروحين لابن حبان
- ۶: کتاب الضعفاء الكبير للعقيلي
- ۷: کتاب الضعفاء والمتروكين للدارقطني
- ۸: الكامل لابن عدي الجرجاني
- ۹: أحوال الرجال للجوزجاني

یہ سب کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں (والحمد للہ) اور ان میں سے کسی ایک کتاب میں بھی مؤمل بن اسماعیل پر جرح کا تذکرہ نہیں ہے۔ گویا ان مذکورین کے نزدیک مؤمل پر جرح مردود یا ثابت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ابن الجوزی نے کتاب الضعفاء والمتروکین (ج ۳ ص ۳۱، ۳۲) میں بھی مؤمل بن اسماعیل کا ذکر تک نہیں کیا ہے۔

☆ موجودہ زمانے میں بعض دیوبندی و بریلوی حضرات مؤمل بن اسماعیل المکی پر جرح کرتے ہیں اور امام بخاری سے منسوب غلط اور غیر ثابت جرح ”منکر الحدیث“ کو مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھنے والی ایک حدیث میں مؤمل کا ذکر آگیا ہے۔

[صحیح ابن خزیمہ ۲۴۳/۱ ج ۹ ص ۴۷، والطحاوی فی احکام القرآن ۱۸۶/۱ ج ۳۲۹ مؤمل:

ناسفیان (الثوری) عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل بن حجر
اس سند میں عاصم بن کلیب اور ان کے والد کلیب دونوں جمہور محدثین کے نزدیک
ثقة و صدوق ہیں، سفیان الثوری ثقہ مدلس ہیں لہذا یہ سند ضعیف ہے۔ مدلس راوی کی اگر
معتبر متابعت یا قوی شہد مل جائے تو تدلیس کا الزام ختم ہو جاتا ہے۔
روایت مذکورہ کا قوی شاہد: مسند احمد (۲۲۶/۵ ح ۲۲۳۱۳) تحقیق فی اختلاف الحدیث
لابن الجوزی (۲۸۳/۱ ح ۴۷۷) وفی نسخہ آخری (۳۳۸/۱ ح ۴۳۴) میں

”یحییٰ بن سعید (القطان) عن سفیان (الثوری): حدثني سماك (بن حرب) عن
قيصة بن هلب عن أبيه“ کی سند سے موجود ہے۔

ہلب الطائی رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، یحییٰ بن سعید القطان زبردست ثقہ ہیں، سفیان ثوری نے سماع
کی تصریح کر دی ہے، قبیصہ بن ہلب کے بارے میں درج ذیل تحقیق میسر ہے:
حافظ مزنی نے بغیر کسی سند کے علی بن المدینی اور نسائی سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا:
”مجهول“ (تہذیب الکمال ۲۲۱/۱۵)

یہ کلام کئی وجہ سے مردود ہے:

- ۱: بلا سند ہے۔
- ۲: علی بن المدینی کی کتاب العلل اور نسائی کی کتاب الضعفاء میں یہ کلام موجود نہیں ہے۔
- ۳: جس راوی کی توثیق ثابت ہو جائے اس پر مجہول ولا یعرف وغیرہ کا کلام مردود ہوتا ہے۔
- ۴: یہ کلام جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

قبیصہ بن ہلب کی توثیق درج ذیل ہے:

(۱) امام معتزل العجلی نے کہا: ”کو فی تابعی ثقة“ (تاریخ الثقات: ۱۳۷۹)

(۲) ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا (۳۱۹/۵)

(۳) ترمذی نے اس کی بیان کردہ ایک حدیث کو ”حسن“ کہا (۲۵۲ ح)

(۴) بغوی نے اس کی ایک حدیث کو حسن کہا۔ (شرح السنۃ ۳/۳۱ ح ۵۷۰)

(۵) نووی نے اس کی ایک حدیث کو ”یاسناد صحیح“ کہا۔

(المجموع شرح المہذب ج ۳ ص ۴۹۰ سطر ۱۵)

(۶) ابن عبد البر نے اس کی ایک حدیث کو ”حدیث صحیح“ کہا :

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب المطبوع مع الاصابۃ ج ۳ ص ۶۱۵)

ان چھ (۶) محدثین کے مقابلے میں کسی ایک محدث سے صراحۃً قبضہ بن ہلب پر کوئی جرح ثابت نہیں ہے، حافظ ابن حجر کے نزدیک یہ راوی متابعت کی صورت میں ”مقبول“ ہے (تقریب التہذیب: ۵۵۱۶) ورنہ ان کے نزدیک وہ لین الحدیث ہے۔ مؤمل عن سفیان ثوری الخ والی روایت کی صورت میں قبضہ مذکور حافظ ابن حجر کے نزدیک مقبول (مقبول الحدیث) ہوا۔ فتح الباری کے سکوت (۲/۲۲۲) کی روشنی میں دیوبندیوں کے نزدیک یہ راوی حافظ ابن حجر کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔ نیز دیکھئے تعدیل نمبر: ۲۰ حافظ ابن حجر کے کلام پر یہ بحث بطور الزام ذکر کی گئی ہے ورنہ قبضہ مذکور بذات خود حسن الحدیث ہیں۔ والحمد للہ

بعض لوگ مسند احمد میں سینے پر ہاتھ باندھنے والی حدیث کے راوی سماک بن حرب پر بھی جرح کر دیتے ہیں لہذا درج ذیل مضمون میں سماک کے بارے میں مکمل تحقیق پیش خدمت ہے۔



نصر الرب في توثيق سماك بن حرب

سماک بن حرب کتبِ ستہ کے راوی اور اوساط تابعین میں سے ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ان کی درج ذیل روایتیں ہیں:

صحیح البخاري : (ح ۶۷۲۲ قال: "تابعه يونس وسماك بن عطية وسماك بن حرب....." الخ)

صحیح مسلم : (۲۲۳/۲۳۶، ۱۲۸، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۹۹، ۶۰۶، ۶۱۸، ۶۴۳، ۶۷۰) (۶۷۰) ۷۳۴، ۸۶۲، ۸۶۶، ۹۶۵، ۹۷۸، ۱۰۷۵، ۱۰۷۳، ۱۳۸۵، ۱۵۰۴/۱۱، ۱۶۲۸، ۱۶۵۱، ۱۸/۱۶۷۱، ۱۳/۱۶۸۰، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۷۸۱، ۱۸۲۱/۶، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۹۲۲، ۱۹۸۴، ۲۰۵۳، ۲۱۳۵، ۲۲۴۸، ۲۲۷۷، ۲۳۰۵، ۲۳۲۲، ۲۳۲۹، ۲۳۳۹، ۲۳۴۴، ۲۳۶۱، ۲۳۷۵، ۲۷۶۳، ۲۷۸۲، ۴۳، ۴۹۱۹، ۷۸/۲۹۲۳، ۲۹۷۷، ۲۹۷۸)

فواد عبدالباقی کی ترقیم کے مطابق یہ پینتالیس (۴۵) روایتیں ہیں۔ ان میں سے بعض روایتیں دو دو دفعہ ہیں لہذا معلوم ہوا کہ صحیح مسلم میں سماک کی پینتالیس سے زیادہ روایتیں موجود ہیں۔ سنن ابی داود، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن النسائی میں ان کی بہت سی روایتیں ہیں۔

اب سماک بن حرب پر جرح اور اس کی تحقیق پڑھ لیں:

جاریں اور ان کی جرح

☆ شعبہ : قال يحيى بن معين: ”سماك بن حرب ثقة و كان شعبة

يضعفه“... إلخ (تاریخ بغداد ۹/۲۱۵ ت ۴۷۹۲)

ابن معین ۱۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور شعبہ بن الحجاج ۱۶۰ھ میں فوت ہوئے یعنی یہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۱: سفیان الثوری: ”كان يضعفه بعض الضعف“

امام الحلی (مولود ۱۸۲ھ متوفی ۲۶۱ھ) نے کہا:

”جائز الحديث و كان فصيحاً إلا أنه كان في حديث

عكرمة ربما وصل عن ابن عباس و كان سفیان الثوري

يضعفه بعض الضعف“ (تاریخ الثقات: ۶۲۱ و تاریخ بغداد ۹/۲۱۶)

سفیان الثوری ۱۶۱ھ میں فوت ہوئے تھے لہذا یہ سند بھی منقطع ہے، اس کے برعکس شعبہ اور سفیان دونوں سے ثابت ہے کہ وہ سماک بن حرب سے روایتیں بیان کرتے تھے لہذا اگر یہ جرح ثابت بھی ہوتی تو الحلی کے قول کی روشنی میں اسے ”سماك عن عكرمة عن ابن عباس“ کی سند پر محمول کیا جاتا۔ ابن عدی نے احمد بن الحسین الصوفی (؟) ثنا محمد بن خلف بن عبد الحمید کی سند کے ساتھ سفیان سے نقل کیا کہ سماک ضعیف ہے (الکامل ۱۲۹۹/۳) محمد بن خلف مذکور کے حالات نامعلوم ہیں لہذا یہ قول ثابت نہیں ہے۔

۲: احمد بن حنبل: ”مضطرب الحديث“ (الجرح والتعديل ۴/۲۷۹)

اس قول کے ایک راوی محمد بن حمویہ بن الحسن کی توثیق نامعلوم ہے لیکن کتاب المعرفة والتاریخ یعقوب الفارسی (۶۳۸/۲) میں اس کا ایک شاہد (تائید کرنے والی روایت) بھی موجود ہے۔ کتاب العلل و معرفة الرجال (۱/۱۵۴، رقم: ۷۷۵) میں امام احمد کے قول: ”سماك یرفعهما عن عكرمة عن ابن عباس“ سے معلوم ہوتا ہے کہ مضطرب الحدیث کی

جرح کا تعلق صرف ”سماک عن عکرمہ عن ابن عباس“ کی سند سے ہے، نیز دیکھئے اقوال تعدیل: ۷

۳: محمد بن عبد اللہ بن عمار الموصلی :

”يقولون إنه كان يغلط ويختلفون في حديثه“ (تاریخ بغداد ۹/۲۱۶ وسندہ صحیح)

اس میں یقولون کا فاعل نامعلوم ہے۔

☆ صالح بن محمد البغدادی: ”يضعف“ (تاریخ بغداد ۹/۲۱۶)

اس قول کا راوی محمد بن علی المقرئ ہے جس کا تعین مطلوب ہے۔ ابو مسلم عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ بن مہران بن سلمہ الثقہ الصالح کے شاگردوں میں خطیب بغدادی کا استاد قاضی ابوالعلاء الواسطی ہے (تاریخ بغداد ۱۰/۲۹۹) یہ ابوالعلاء محمد بن علی (القاری) ہے (تاریخ بغداد ۳/۹۵) المقرئ اور قاری (قرأ عليه القرآن بقراءات جماعة) ایک ہی شخص کے مختلف القاب ہوتے ہیں، ابوالعلاء المقرئ کے حالات (معرفۃ القراء الکبار للذہبی ۱/۳۹۱ ت ۳۲۸) وغیرہ میں موجود ہیں اور یہ شخص مجروح ہے۔

دیکھئے میزان الاعتدال (۳/۲۵۴ ت ۷۹۷) وغیرہ لہذا اس قول کے ثبوت میں نظر ہے۔

☆ عبد الرحمن بن یوسف بن خراش: ”في حديثه لين“ (تاریخ بغداد ۹/۲۱۶)

ابن خراش کے شاگرد محمد بن محمد بن داود الکرجی کے حالات توثیق مطلوب ہیں اور ابن خراش بذات خود جمہور کے نزدیک مجروح ہے، دیکھئے میزان الاعتدال (۲/۶۰۰ ت ۵۰۰۹)

۴: ابن حبان: ذکرہ فی الثقات (۴/۳۳۹) وقال :

”يخطئ كثيراً.... روى عنه الثوري وشعبة“

یہ قول تین وجہ سے مردود ہے:

① اگر ابن حبان کے نزدیک سماک ”يخطئ كثيراً“ ہے تو ثقہ نہیں ہے لہذا اسے کتاب الثقات میں ذکر کیوں کیا؟ اور اگر ثقہ ہے تو ”يخطئ كثيراً“ نہیں ہے، مشہور محدث شیخ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ ایک راوی پر حافظ ابن حبان البستی کی جرح

”کان یخطی کثیراً“ نقل کر کے لکھتے ہیں:

”ولهذا من أفرادہ وتناقضہ ، إذ لو کان یخطی کثیراً لم یکن ثقة“
یہ ان کی منفرد باتوں اور تناقضات میں سے ہے کیونکہ اگر وہ غلطیاں زیادہ کرتے
تھے تو ثقہ نہیں تھے۔! (الضعیفۃ ۲/۳۳۳ ح ۹۳۰)

⑤ حافظ ابن حبان نے خود اپنی صحیح میں سماک بن حرب سے بہت سی روایتیں لی ہیں
مثلاً دیکھئے الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان (۱۴۳/۱ ح ۶۶ ص ۱۴۴ ح ۶۸، ۶۹)
واتحاف المہرۃ (۶۵، ۶۴، ۶۳/۳)
لہذا ابن حبان کے نزدیک اس جرح کا تعلق حدیث سے نہیں ہے اسی لئے تو وہ سماک کی
روایات کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

⑥ حافظ ابن حبان نے اپنی کتاب ”مشاہیر علماء الأمصار“ میں سماک بن حرب
کو ذکر کیا ہے اور کوئی جرح نہیں کی (ص ۱۱۰ تا ۸۴۰) یعنی خود ابن حبان کے نزدیک بھی
جرح باطل و مردود ہے۔

⑦: العقلمی: ذکرہ فی کتاب الضعفاء الکبیر (۱۷۹، ۱۷۸/۲)

⑧: جریر بن عبد الحمید: انھوں نے سماک بن حرب کو دیکھا کہ وہ (کسی عذر کی وجہ سے)
کھڑے ہو کر پیشاب کر رہے تھے لہذا جریر نے ان سے روایت ترک کر دی۔

(الضعفاء للعقلمی ۲/۱۷۹، والکامل لابن عدی ۳/۱۲۹۹)

یہ کوئی جرح نہیں ہے کیونکہ موطاً امام مالک میں باسند صحیح ثابت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
(کسی عذر کی وجہ سے) کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے۔ (۱۴۰ ح ۶۵/۱ تحقیقی)
بریکٹ میں عذر کا اضافہ دوسرے دلائل کی روشنی میں کیا گیا ہے، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
سے روایت کے بارے میں کیا خیال ہے؟

⑨: النسائی: ”لیس بالقوي وکان یقبل التلقین“

(السنن المجتبى ۸/۳۱۹ ح ۶۸۰ تحقیقی)

تہذیب التہذیب میں امام نسائی والاقول: ”فاذا انفرد بأصل لم يكن حجة“

تحفۃ الاشراف للمزنی (۱۳۷/۵، ۱۳۸ ح ۶۱۰۴) میں مذکور ہے۔

☆ ابن المبارک: ”سماک ضعیف فی الحدیث“

(تہذیب الکمال ۱۳۱/۸، تہذیب التہذیب ۲۰۴/۴)

یہ روایت بلا سند ہے۔ کامل ابن عدی (۱۲۹۹/۳) میں ضعیف سند کے ساتھ یہی جرح ”عن

ابن المبارک عن سفیان الثوری“ مختصر مروی ہے جیسا کہ نمبر ۱ کے تحت گزر چکا ہے۔

☆ البرار: ”کان رجلاً مشهوراً لا أعلم أحداً تركه وکان قد تغیر قبل

موتہ“ (تہذیب التہذیب ۲۰۵/۴ بلا سند)

اس کا تعلق اختلاط سے ہے جس کا جواب آگے آ رہا ہے۔

☆ یعقوب بن شبیب: ”وروايته عن عكرمة خاصة مضطربة وهو في غير

عكرمة صالح وليس من المتثبتين ومن سمع من سماك قديماً مثل شعبة

و سفیان فحدیثهم عنه صحيح مستقيم والذي قال ابن المبارک إنما يرى

أنه فيمن سمع منه بأخرة“ (تہذیب الکمال ۱۳۱/۸)

اس قول کا تعلق سماک عن عکرمہ (عن ابن عباس) اور اختلاط سے ہے، ابن المبارک کا قول

باسند نہیں ملا، اور باقی سب توثیق ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ (دیکھئے اقوال تعدیل: بعد ۲۶)

معدّلین اور ان کی تعدیل

ان جارجین کی جرح کے مقابلے میں درج ذیل محدثین سے تعدیل مروی ہے:

۱: مسلم: احتج به في صحيحه (دیکھئے میزان الاعتدال ۲۳۳/۲)

شروع میں سماک کی بہت سی روایتوں کا حوالہ دیا گیا ہے جو صحیح مسلم میں موجود ہیں لہذا سماک

مذکور امام مسلم کے نزدیک ثقہ و صدوق اور صحیح الحدیث ہیں۔

۲: البخاری: شروع میں گزر چکا ہے کہ امام بخاری نے صحیح بخاری میں سماک سے

روایت لی ہے (۶۷۲۲) حافظ ذہبی نے اجتناب بخاری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

”وقد علق له البخاري استشهاده“ (سیر اعلام النبلاء ۵/۲۴۸) اثبات التعديل في توثيق مؤمل بن اسماعيل میں گزر چکا ہے کہ امام بخاری جس راوی سے بطور استشہاد روایت کریں وہ (عام طور پر) امام بخاری کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔ (دیکھئے ص ۳۰)

۳: شعبہ: ”روی عنه“ (صحیح مسلم: ۲۲۴) شعبہ کے بارے میں ایک قاعدہ ہے کہ وہ (عام طور پر اپنے نزدیک) صرف ثقہ سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھئے تہذیب التہذیب (ج ۱ ص ۴، ۵) وقواعد فی علوم الحدیث للتعھا نومی الدیوبندی (ص ۲۱۷)

۴: سفیان الثوری: ”ما یسقط لسماک بن حرب حدیث“ سماک بن حرب کی کوئی حدیث ساقط نہیں ہوئی۔ (تاریخ بغداد ۹/۲۱۵ وسندہ حسن لذاتہ) اس قول پر حافظ ابن حجر کی تنقید (تہذیب التہذیب ۴/۲۰۵) عجیب و غریب ہے، یاد رہے کہ سماک بن حرب پر ثوری کی جرح ثابت نہیں۔

۵: یحییٰ بن معین: ”ثقة“ (الجرح والتعديل ۴/۲۷۹، وتاریخ بغداد ۹/۲۱۵ وسندہ صحیح) ۶: ابوحاتم الرازی: ”صدوق ثقة“ (الجرح والتعديل ۴/۲۸۰) ۷: احمد بن حنبل: ”سماک أصلح حدیثاً من عبد الملك بن عمير“ (الجرح والتعديل ۴/۲۷۹، ۲۸۰ وسندہ صحیح)

۸: ابواسحاق السبیعی: ”خذوا العلم من سماک بن حرب“ (الجرح والتعديل ۴/۲۷۹ وسندہ حسن)

۹: العجلی: ”جائز الحدیث“ (دیکھئے اقوال جرح: ۱) ذکرہ فی تاریخ الثقات ۱۰: ابن عدی: ”وأحاديثه حسان عن من روى عنه وهو صدوق لا بأس به“ (الکامل ۳/۱۳۰۰)

۱۱: ترمذی: انھوں نے سماک کی بہت سی حدیثوں کو ”حسن صحیح“ قرار دیا ہے۔

(مثلاً دیکھئے ج ۲۵، ۲۰۲، ۲۲۷) بلکہ امام ترمذی نے سنن کا آغاز سماک کی حدیث سے کیا ہے۔ (ج ۱)

- ۱۲: ابن شاپین: ذکرہ فی کتاب الثقات (۵۰۵)
- ۱۳: الحاکم: صحح له فی المستدرک (۲۹۷/۱)
- ۱۴: الذہبی: صحح له فی تلخیص المستدرک (۲۹۷/۱)
- وقال الذہبی: ”صدوق جلیل“ (المغنی فی الضعفاء: ۲۶۴۹)
- وقال: ”الحافظ الإمام الكبير“ (سیر اعلام النبلاء ۵/۲۳۵)
- وقال: ”وكان من حملة الحجة ببلده“ (ایضاً ص ۲۴۶)
- ۱۵: ابن حبان: احتج به فی صحیحہ (دیکھئے اقوال الجرح: ج ۲/۴)
- ۱۶: ابن خزیمہ: صحح له فی صحیحہ (۸ ج ۸/۱)
- ۱۷: البغوی: قال: ”هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ“ (شرح النیۃ ج ۳/۳ ح ۵۷۰)
- ۱۸: نووی: حسن له فی المجموع شرح المہذب (۲۹۰/۳)
- ۱۹: ابن عبد البر: صحح له فی الاستیعاب (۶۱۵/۳)
- ۲۰: ابن الجارود: ذکر حدیثہ فی المنتقی (ج ۲۵)
- اشرف علی تھانوی دیوبندی نے ایک حدیث کے بارے میں کہا:
- ”وأورد هذا الحديث ابن الجارود في المنتقى فهو صحيح عنده“
- (بوادر النواذر ص ۱۳۵ نویں حکمت حرمت سجدہ تہیہ)
- ۲۱: الضیاء المقدسی: احتج به فی المختارۃ (۱۱۵-۱۱۲ ج ۹۸-۱۱۵)
- ۲۲: المنذری: حسن له حدیثہ الذي رواه الترمذی (۲۶۵۷) برمزہ ”عن“
- (دیکھئے الترغیب والترہیب ج ۱۰۸ ح ۱۵۰)
- ۲۳: ابن حجر العسقلانی: ”صدوق وروایتہ عن عکرمۃ خاصۃ مضطربۃ وقد
- تغیر بأخرة فكان ربما يلحق“ (تقریب التہذیب: ۲۶۲۴)

یعنی سماک بن حرب حافظ ابن حجر کے نزدیک صدوق (حسن الحدیث) ہیں اور جرح کا تعلق عن عمرہ (عن ابن عباس) سے ہے، اختلاط کا جواب آگے آرہا ہے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کی حدیث پر سکوت کیا۔ (۲/۲۲۲ تحت ح ۷۴۰)
ظفر احمد تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”ایسی روایت حافظ ابن حجر کے نزدیک صحیح یا حسن ہوتی ہے۔“ [لہذا یہ راوی بقول تھانوی حافظ ابن حجر کے نزدیک صحیح الحدیث یا حسن الحدیث ہیں۔]
(دیکھئے قواعد فی علوم الحدیث ص ۸۹)

۲۴: ابو عوانہ: احتج به في صحيحه المستخرج على صحيح مسلم (۲۳۴/۱)

۲۵: ابونعیم الاصبہانی: احتج به في صحيحه المستخرج على صحيح مسلم

(۱/۲۸۹، ۲۹۰ ح ۵۳۵)

۲۶: ابن سیر الناس: صحح حديثه في شرح الترمذي ، قاله شيخنا الإمام أبو محمد

بديع الدين الراشدي السندي (دیکھئے: نماز میں خشوع اور عاجزی یعنی سینے پر ہاتھ باندھنا ص ۱۰ ح ۳)

☆ یعقوب بن شیبہ: کہا جاتا ہے کہ انھوں نے سفیان ثوری کی سماک سے روایت کو صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سماک بن حرب مذکور کو جمہور محدثین نے ثقہ و صدوق اور صحیح الحدیث قرار دیا ہے لہذا ان پر بعض محدثین کی جرح مردود ہے۔ بعض علماء نے اس جرح کو اختلاط پر محمول کیا ہے یعنی اختلاط سے پہلے والی روایتوں پر کوئی جرح نہیں ہے۔

اختلاط کی بحث

بعض علماء نے بتایا ہے کہ سماک بن حرب کا حافظ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا، وہ

اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ تغیر بأخرة، دیکھئے الکواکب النیرات لابن الکیال (ص ۴۵)

اور الاعتباط بمن رمی بالاختلاط (ص ۱۶۱ ات ۴۸)

ابن الصلاح الشہر زوری نے کہا: ”واعلم أن من كان من هذا القبيل محتجاً

بروایتہ فی الصحیحین أو أحدهما فإننا نعرف علی الجملة أن ذلك مما
تمیز و كان ماخوذاً عنه قبل الإختلاط والله أعلم“

(علوم الحدیث مع التقیید والایضاح ص ۳۶۶ نو ۶۲)

یعنی مختلطین کی صحیحین میں بطور حجت روایات کا مطلب یہ ہے کہ وہ اختلاط سے پہلے کی ہیں،
یہ قول دوسرے قرائن کی روشنی میں بالکل صحیح ہے۔ صحیح مسلم میں سماک بن حرب کے درج
ذیل شاگرد ہیں:

- ۱: ابو عوانہ (۲۲۳)
- ۲: شعبہ (۲۲۴)
- ۳: زائدہ (۲۲۴)
- ۴: اسرائیل (۲۲۴)
- ۵: ابو خیمہ زہیر بن معاویہ (۴۳۶)
- ۶: ابوالاحوص (۴۳۶)
- ۷: عمر بن عبید الطنافسی (۲۴۲/۴۹۹)
- ۸: سفیان الثوری (۲۸۷/۶۷۰) تحفۃ الاشراف للمزی (۲/۱۵۴ ح ۲۱۶۴)
- ۹: زکریا بن ابی زائدہ (۲۸۷/۶۷۰)
- ۱۰: حسن بن صالح (۷۳۴)
- ۱۱: مالک بن مغول (۹۶۵)
- ۱۲: ابویونس حاتم بن ابی صغیرہ (۱۶۸۰)
- ۱۳: حماد بن سلمہ (۷/۱۸۲۱)
- ۱۴: ادریس بن یزید الاودی (۲۱۳۵)
- ۱۵: ابراہیم بن طہمان (۲۲۷۷)
- ۱۶: زیاد بن خیمہ (۴۴/۲۳۰۵)
- ۱۷: اسباط بن نصر (۲۳۲۹)

معلوم ہوا کہ ان سب شاگردوں کی ان سے روایت قبل از اختلاط ہے لہذا ”سفیان
الثوری: حدثني سماك“ والی روایت پر اختلاط کی جرح کرنا مردود ہے، بعض لوگ کہتے
ہیں کہ ”علی صدرہ“ کے الفاظ سماک بن حرب سے صرف سفیان ثوری نے نقل کئے ہیں
اسے ابوالاحوص، شریک القاضی نے بیان نہیں کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سفیان ثوری ثقہ حافظ ہیں اور سماع کی تصریح کر رہے ہیں لہذا
دوسرے راویوں کا ”علی صدرہ“ کے الفاظ ذکر نہ کرنا کوئی جرح نہیں ہے کیونکہ عدم ذکر

نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوا کرتا اور عدم مخالفت صریحہ کی صورت میں ثقہ و صدوق کی زیادت ہمیشہ مقبول ہوتی ہے بشرطیکہ اس خاص روایت میں بقریحات محدثین کرام وہم و خطا ثابت نہ ہو۔ نیوی حنفی نے بھی ایک ثقہ راوی (امام حمیدی) کی زیادت کو زبردست طور پر مقبول قرار دیا ہے، دیکھئے آثار السنن (ص ۱۷۷ ج ۳۶ حاشیہ: ۲۷)

موطاً امام مالک (۲/۹۸۵، ۹۸۶ ج ۱۹۱۵) میں عبد اللہ بن دینار عن أبي صالح السمان عن أبي هريرة قال: ”إن الرجل ليتكلم بالكلمة....“ إلخ ایک قول ہے۔ امام مالک ثقہ حافظ ہیں۔

عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار: ”صدوق يخطئ“ (حسن الحدیث) نے یہی قول: ”عن عبد الله بن دينار عن أبي صالح عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: إن العبد ليتكلم بالكلمة.....“ إلخ

مرفوعاً بیان کیا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان ج ۸ ح ۶۲۷)

معلوم ہوا کہ مرفوع اور موقوف دونوں صحیح ہیں اور امام بخاری کے نزدیک بھی ثقہ و صدوق کی زیادت معتبر ہوتی ہے۔ والحمد للہ

☆ بعض لوگ مسند احمد (۵/۲۲۶ ج ۲۲۳۱۳) کے الفاظ ”يضع هذه على صدره“ کے بارے میں تاویلات کے دفاتر کھول بیٹھتے ہیں حالانکہ امام ابن الجوزی نے اپنی سند کے ساتھ مسند احمد والی روایت میں ”يضع هذه على هذه على صدره“ کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ (التحقيق ۱/۳۳۸ ج ۳۳۴ و نثر اخری ۱/۲۸۳)

ابن عبد البہادی نے ”التنقيح“ میں بھی ”يضع هذه على هذه على صدره“ کے الفاظ لکھے ہیں (۱/۲۸۴) اس سے مؤولین کی تمام تاویلات ہباء منثورا ہو جاتی ہیں اور ”على صدره“ کے الفاظ صحیح اور محفوظ ثابت ہو جاتے ہیں۔

☆ جب یہ ثابت ہے کہ ثقہ و صدوق کی زیادت صحیح و حسن اور معتبر ہوتی ہے تو کعب و عبد الرحمن بن مہدی کا سفیان الثوری سے ”على صدره“ کے الفاظ بیان نہ کرنا چنداں

مضمر نہیں ہے یحییٰ بن سعید القطان زبردست ثقہ حافظ ہیں ان کا یہ الفاظ بیان کر دینا عالمین بالحدیث کے لئے کافی ہے۔

☆ یاد رہے کہ سفیان ثوری سے باسند صحیح و حسن ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ثابت نہیں ہے۔
☆ راوی اگر ثقہ یا صدوق ہو تو اس کا تفرّد مضمر نہیں ہوتا۔

☆ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس روایت میں ”فی الصلوٰۃ“ کی صراحت نہیں ہے۔
عرض ہے کہ (ایک) حدیث (دوسری) حدیث کی تشریح کرتی ہے۔ مسند احمد ہی میں اس روایت کے بعد دوسری روایت میں ”فی الصلوٰۃ“ کی صراحت موجود ہے۔

(احمد ۲۲۶/۵ ح ۲۲۳۱۳ من طریق سفیان عن سماک بن حرب)

تنبیہ (۱): سماک بن حرب (تابعی) رحمہ اللہ کے بارے میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ وہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق ہیں۔ ان پر اختلاط والی جرح کا مفصل و مدلل جواب دے دیا گیا ہے کہ سفیان ثوری اور شعبہ وغیرہما کی اُن سے روایت قبل از اختلاط ہے لہذا ان روایتوں پر اختلاط کی جرح مردود ہے۔

تنبیہ (۲): سماک بن حرب اگر عکرمہ سے روایت کریں تو یہ خاص سلسلہ سند ضعیف ہے۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۲۴۸/۵) و تقریب التہذیب (۲۶۲۳، اشار الیہ) اگر وہ عکرمہ کے علاوہ دوسرے لوگوں سے، اختلاط سے پہلے روایت کریں تو وہ صحیح الحدیث و حسن الحدیث ہیں۔ والحمد للہ

تنبیہ (۳): محمد عباس رضوی بریلوی نے لکھا ہے کہ ”اس کا ایک راوی یعنی سماک بن حرب مدلس ہے اور یہ روایت اس نے عن سے کی ہے اور بالاتفاق محدثین مردود ہوتا ہے۔“ (مناظرے ہی مناظرے ص ۳۳۵ نیز دیکھئے ص ۱۲۹، ۱۳۲)

رضوی صاحب کا یہ کہنا کہ ”سماک بن حرب مدلس ہے“ بالکل جھوٹ ہے۔ کسی محدث نے سماک کو مدلس نہیں کہا اور نہ کتب مدلسین میں سماک کا ذکر موجود ہے۔ یاد رہے کہ جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے۔ وما علینا الا البلاغ (۱۸ شعبان ۱۴۲۷ھ)

”حدیث اور اہلحدیث“

کتاب کا جواب

دیوبندی اصول سے

نقطہ آغاز

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين، أما بعد:

نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ اس سلسلے میں ہم نے تفصیل کے ساتھ بادلائل ثابت کیا ہے کہ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھے جائیں۔

بعض لوگ تعصب و تقلید کی بنا پر ان دلائل صحیحہ سے اعراض کرتے ہیں اور بے بنیاد اعتراضات اور ضعیف و بے سند روایات کا سہارا لے کر سادہ لوح عوام کو بہلا پھسلا رہے ہیں لہذا ہم نے ضروری سمجھا کہ ایسے حضرات کی روایات کا تجزیہ کیا جائے۔

”حدیث اور الہمدیث“ نامی کتاب کے باب ”نماز میں دونوں ہاتھ، ناف کے نیچے باندھنا مسنون ہے“ کا مکمل جواب دے دیا ہے اور اتمام حجت کے لئے ”حدیث اور الہمدیث“ کی عبارت کا عکس نقل کرنے کا اہتمام بھی کیا ہے۔

چند قابل توجہ باتیں درج ذیل ہیں:

- ۱) اگر صحیح سند کے ساتھ کوئی حدیث یا صحیح سند کے ساتھ کوئی اثر صحابی ہوتا تو انوار خورشید صاحب اپنے اس باب کا آغاز قولِ تابعی کے بجائے ان سے کرتے۔!
- ۲) آلِ تقلید اپنے دعویٰ کو تقویت پہنچانے کے لئے ”تحریف شدہ“ روایات بھی لکھ دیتے ہیں جیسا کہ آگے ذکر آ رہا ہے۔
- ۳) آلِ تقلید کا صحیح احادیث و آثار کے بجائے ضعیف و بے سند روایات بیان کرنا، جن کی وضاحت کر دی گئی ہے۔
- ۴) ڈبے میں ”حدیث اور الہمدیث“ نامی کتاب کا سکین کیا ہوا عکس ہے اور نیچے اس کا جواب دیوبندی اصول کی رُو سے دیا گیا ہے۔ واللہ

۱: (ص ۲۷۵)

السنة في الصلوة وضع اليدين تحت السرة
فماز من دونها من غير أن يمسها مستحب

1

۱۔ الحسن بن عجاج بن حسان قتال سمعت ابا محجل او
سأله فقال قلت كيف يضع قال يضع يداه تحت
يسمينه على ظاهر كتف شماليه ويجعلهما اسفل
من السرة
كان ابن مسعود فاستمع من كبريين من اهل المدينة
يحدثان ما رواه عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم
ما رواه عن النبي صلى الله عليه وسلم ما رواه عن النبي صلى الله عليه وسلم
ما رواه عن النبي صلى الله عليه وسلم ما رواه عن النبي صلى الله عليه وسلم

جواب: یہ ایک تابعی کا قول ہے جس کے متعدد جوابات ہیں:

۱: دیوبندیوں و بریلویوں کے نزدیک صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہی حجت ہے،
ان کے علاوہ دیگر اماموں یا تابعین و من بعدہم کے اقوال سرے سے حجت ہی نہیں ہیں۔
دیوبندیوں کی پسندیدہ کتاب ”تذکرۃ النعمان ترجمہ عقود الجمان“ میں لکھا ہوا ہے کہ
”امام ابوحنیفہ نے فرمایا: ”اگر صحابہ کے آثار ہوں اور مختلف ہوں تو انتخاب کرتا ہوں اور اگر
تابعین کی بات ہو تو ان کی مزاحمت کرتا ہوں یعنی ان کی طرح میں بھی اجتہاد کرتا ہوں“
(ص ۲۴۱، القول الثانی فی الجبر بالتائین ص ۷۰)

اس حوالے سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

اول: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، تابعین کے اقوال و افعال کو حجت تسلیم نہیں کرتے۔

دوم: امام صاحب تابعین میں سے نہیں ہیں۔

۲: ابو مجلز تابعی کا یہ قول نبی ﷺ کی اس صحیح حدیث کے خلاف ہے جس میں آیا ہے کہ آپ
ﷺ سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔ (دیکھئے مسند احمد ۲۲۶/۵ و سند حسن)

۳: ابو مجلز تابعی کا قول دوسرے تابعی طاؤس رحمہ اللہ کے خلاف ہے جو فرماتے ہیں کہ
نبی ﷺ نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتے تھے، دیکھئے سنن ابی داؤد (ح ۵۹۷ و سند حسن) ابی
طاؤس رحمہ اللہ

- ۴: سعید بن جبیر (تابعی) فرماتے ہیں کہ نماز میں ”فوق السرة“ یعنی ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے چاہئیں۔ (امالی عبد الرزاق الفوائد لابن مندہ ۲/۲۳۴ ج ۱۸۹۹ وسندہ صحیح)
- لہذا ابوجحز کا قول سعید بن جبیر تابعی کے قول کے بھی خلاف ہے۔
- ۵: دیوبندی و بریلوی دونوں حضرات اس قول کے برخلاف اپنی عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ سینے پر ہاتھ باندھیں۔

۲: (ص ۲۷۶)

۲۔ عن ابراهيم قال يضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة ، (مصنف ابن أبي شيبة ج ۳۹۱)
حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے۔

- جواب: اس اثر میں ربیع راوی غیر متعین ہے اگر اس سے مراد ربیع بن صبیح ہے تو وہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ دیکھئے جزء رفع الیدین تحقیقی (ج ۱ ص ۸۱)
- ۳: (ص ۲۷۶)

۳۔ عن ابراهيم النخعي انه كان يضع يده اليسرى على يده اليمنى تحت السرة -
حضرت امام نخعی سے مروی ہے کہ وہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

جواب: یہ روایت موضوع ہے، محمد بن الحسن الشیبانی کذاب ہے۔

(کتاب الضعفاء للعقيلي ۵۲/۴ وسندہ صحیح)

محمد بن الحسن الشیبانی کی صریح توثیق کسی محدث سے بھی ثابت نہیں ہے اور جمہور محدثین نے اسے مجروح قرار دے رکھا ہے۔ شیبانی کا استاد ربیع بن صبیح جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ کتاب الآثار بذات خود شیبانی مذکور سے ثابت نہیں ہے، جیسا کہ راقم الحروف نے ”النصر الرباني في ترجمة محمد بن الحسن الشيباني“ میں ثابت کیا ہے۔ فاسند ظلمات

۴: (ص ۲۷۶)



۴۔ عن علفمة بن واسئل بن حجر عن ابيه قال
رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وضع يمينه
على سجاله قبل الصلوة تحت السرّة
(مصنف ابن أبي شيبة ج ۱ ص ۲۱۷)
حضرت علفمة بن واسئل اپنے والد واسئل بن حجر سے روایت کرتے
ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا کہ
آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے

جواب: یہ روایت مصنف ابن ابی شیبہ میں موجود ہی نہیں ہے۔ دیکھئے مصنف ابن
ابی شیبہ کا عکس (ص ۶۲، ۶۰) اسے سب سے پہلے قاسم بن قطلوبغا (کذاب) نے مصنف
سے منسوب کیا ہے۔ نیوی حنفی نے قلابازیاں کھاتے ہوئے بھی اس قطلوبغا والی روایت کو
”غیر محفوظ“ یعنی ضعیف قرار دیا ہے۔ (حاشیہ آثار السنن ج ۳ ص ۳۳۰)

۵: (ص ۲۷۶)



۵۔ عن ابی جحيفة ان عليا قال من السنة وضع الكف
على الكف قبل الصلوة تحت السرّة
(ابوداؤد سنن ابن الاعرابي ص ۲۱۷ ج ۲ ص ۲۱۷)
حضرت ابو جحيفة سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا نماز میں پہلی پرستش ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

جواب: یہ روایت ضعیف ہے، اس کا راوی عبدالرحمن بن اسحاق الکوفی الواسطی جمہور
محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، نیوی حنفی نے کہا: ”وفيه عبدالرحمن بن إسحاق
الواسطی وهو ضعيف“ (آثار السنن، حاشیہ ج ۳ ص ۳۳۰)

۶: (ص ۲۷۷)



۶۔ عن ابی واسئل قال قال ابو هريرة رضي الله عنه قال
الكف على الكف قبل الصلوة تحت السرّة
(ابوداؤد سنن ابن الاعرابي ج ۲ ص ۲۱۷)
حضرت ابو واسئل رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
فرمایا کہ نماز میں پہلی پرستش کو دوسری پرستش کے نیچے رکھا جائے۔

جواب: اس کا راوی عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی ضعیف ہے، دیکھئے جواب السابق: ۵

۷: (ص ۲۷۷)

عن علی ————— قال ثلث من احتلک
النجس یا تعجیل الا فطار و تاخیر السحور
و وضع الاکف تحت السرّة فی الصلوة
(منتخب کنز العمال ج ۱ ص ۲۵۶)
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام کے اخلاق میں سے ہیں۔ (۱) افطار عہدی کرنا۔ (۲) سحری
دیر سے کھانا۔ (۳) پھیلے ہوئے پیراؤں کے نیچے رکھنا۔

جواب: یہ روایت بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے، منتخب کنز العمال میں اس کی کوئی

سند مذکور نہیں ہے۔

۸: (ص ۲۷۷)

عن انس ————— و قال ثلث من الخلق النجوة
تعجیل الا فطار و تاخیر السحور و وضع الید الیمنی
علی السوی فی الصلوة تحت السرّة -
(صلی ابن خزم ۲ ص ۲۵۶)
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں نبوت کے اخلاق
میں سے ہیں۔ (۱) افطار عہدی کرنا۔ (۲) سحری دیر سے کھانا۔ (۳)
دور دوران نماز میں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

اس روایت کی سند میں سعید بن زری البصری العبادانی سخت ضعیف راوی ہے۔ تحقیق

کے لئے دیکھئے الخلائیات للبیہقی (قلمی ص ۳۷) مختصر الخلائیات (۳۴۲)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ”منکر الحدیث“ (تقریب التہذیب: ۲۳۰۴)

۹: (ص ۲۷۷)

۹

۹۔ ذکر الاثر: قال حدثنا ابو الوليد الطيالسي قال حدثنا حماد بن عاصم الجحدري عن عقب بن صهبان سمع عليا يقول في قول الله عز وجل " فصل لربك وانحر " قال وضع اليمين على اليسرى تحت السرّة .
(التبديد ج ۲۰ ص ۳۸۷)
حضرت عقب بن صهبان فرماتے ہیں کہ انہوں نے سنت علی کرم اللہ وجہہ کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد فضلی کریمکے وانحر کی تفسیر میں فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ داہن ہاتھ بائیں ہاتھ کے نیچے رکھے۔

جواب: یہ روایت تین وجہ سے ضعیف ہے:

۱: عاصم الجحدری اور عقبہ بن صہبان کے درمیان العجاج الجحدری کا واسطہ ہے۔

(التاریخ الکبیر ۶/۳۳۷)

العجاج مجہول الحال ہے۔

۲: اسی روایت کی دوسری اسانید میں "علی صدرہ" سینے پر ہاتھ باندھے، کے الفاظ ہیں۔

(حوالہ مذکورہ، والسنن الکبریٰ للبیہقی ۲/۳۰۶)

۳: ابن الترمذی حنفی نے لکھا ہے:

"وفي سندده و متنه اضطراب" اس کی سند اور متن میں اضطراب ہے۔ (الجوہر النقی ۲/۳۰۶)

۱۰: (ص ۲۷۸)

۱۰

۲۷۸

قال ابن المنذر: "وجه قال سفیان الثوری واسحق وقال اسحق: تحت السرّة اقبی فی الحدیث واقرب الی التراضی" (الاصطح ۳ ص ۳۸۷)
علامہ ابن المنذر (م: ۳۱۸ھ) فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری اور اسحق بن راہویہ بھی اسی کے نقل ہیں۔ اسحاق بن راہویہ کا کہنا ہے کہ نفات کے نیچے ہاتھ باندھنا حدیث کی رو سے انتہائی قویٰ اور تواضع کے اعتبار سے قریب ہے۔

جواب: یہ حوالہ بلا سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

(ص ۲۷۸)



عقال ابن قدامتہ الحنبلی:

”وروی ذالک عن علی و ابی ہریرۃ و ابی مجلز
والتخفی و الشوری و اسحق لماروی عن علی انه قال
من السنۃ وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ
رواہ الامام احمد و ابوداؤد و هذا ینصرف الی
سنتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (والمحققان ص ۱۷۷)
ابن قدامتہ حنبلی فرماتے ہیں۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت حضرت علیؓ، حضرت ابوبرزہؓ،
حضرت ابو مجلزؓ، ابراہیم نخعیؓ، سفیان ثوریؓ اور اسحاق بن راہویہؓ سے
مروی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت میں سے
ہے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے، روایت کیا
اس حدیث کو امام احمد بن حنبلؓ اور ابوداؤدؓ نے، اور سنت سے
مراؤنمی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔

جواب: یہ سارے حوالے بے سند ہیں لہذا مردود ہیں۔



الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار

لإمام الحافظ
أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة
الكندي العباسي
المتوفى سنة ٢٤٥ هـ

نسطر وصمعه رزق كنه وأبراهه طبعه
محمد عبد السلام شاهين

الجزء الأول

يحتوي على الكتب التالية:
الطهارات - الأذان والإقامة - الصلوات

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲۰

لا یصلی رکعتی الفجر فی السفر.

۳۹۲۹ — **حدَّثَنَا** جریر عن قابوس عن أبيه عن عائشة قالت: أما ما لم يدع صحيحاً ولا مريضاً في سفر ولا حضر عائلاً ولا شامداً، تعدي النبي ﷺ فركعتان قبل الفجر.

۳۹۳۰ — **حدَّثَنَا** هشيم قال أخبرنا حصين قال سمعت عمرو بن ميمون الأودي يقول: كانوا لا يتركون أرباعاً قبل الظهر وركعتين قبل الفجر على حال.

۳۹۳۱ — **حدَّثَنَا** وكيع عن حبيب بن جري عن أبي جعفر قال: كان رسول الله ﷺ لا يدع الركعتين بعد المغرب والركعتين قبل الفجر في حضر ولا سفر.

۳۹۳۲ — **حدَّثَنَا** هشيم قال أخبرنا ابن غوث عن مجاهد قال سأله أكان ابن عمر يصلي ركعتي الفجر قال: ما رأيته يترك شيئاً في سفر ولا حضر.

۹۰ (۱۶۵) وضع اليمين على الشمال

۳۹۳۳ — **حدَّثَنَا** أبو بكر قال حدثنا زيد بن حباب قال: حدثنا مغيرة بن صانح قال حدثني يونس بن سيب العنسي عن الثوري بن غطفان أو غطفان بن الثوري الكندي شك مغيرة قال: مهما رأيت نسيت لم أنس أني رأيت رسول الله ﷺ وضع يده اليمنى على اليسرى، يعني في الصلاة.

۳۹۳۴ — **حدَّثَنَا** وكيع عن شفيق عن سماك عن قبيصة بن هلب عن أبيه قال: رأيت النبي ﷺ واضحاً يمينه على شماله في الصلاة.

۳۹۳۵ — **حدَّثَنَا** ابن إدريس عن عاصم بن كليب عن وائل بن حجر قال: رأيت رسول الله ﷺ حين كبر أخذ بشماله بيمينه.

۳۹۳۶ — **حدَّثَنَا** وكيع عن إسحاق بن أبي خالد عن الأعمش عن مجاهد عن مروق العجلي عن أبي الدرداء قال: من أخلاق النبيين وضع اليمين على الشمال في الصلاة.

۳۹۳۷ — **حدَّثَنَا** وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال: قال رسول الله ﷺ وكأني أنظر إلى أختار بيني إسرائيل وأميني أيمانهم غلى شمالهم في الصلاة.

۳۹۳۸ — **حدَّثَنَا** وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبيه قال: رأيت النبي ﷺ وضع يمينه على شماله في الصلاة.

۳۹۳۹ — **حدَّثَنَا** وكيع عن ربيع عن أبي معشر عن إبراهيم قال: يضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة.

(مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا)

الجزء الاول

من

مصنف

ابن ابی شیبہ

فی

الاحادیث

والاثر واستنباط أئمة التابعين واتباع التابعين المشهورين لهم بالخبر
للامام الحافظ المتقن التحرير الثبت الثقة الشهير بابي بكر عبد الله بن محمد بن
ابراهيم بن عثمان بن ابی شيبه الكوفي العباسي المتوفى سنة ٢٣٥ هـ وكنى
من مفاخره التي امتاز بها بين الأئمة المشهورين كونه من اسانذة البخاري
ومسلم وأبي داود وابن ماجه وخلاتق لا تحصى

(واعتنى بتصحيحه وتنسيقه ونشره بحسب السنة النبوية وخادمها)
(عبد الخالق خان الافغانى رئيس المصححين بدائرة المعارف العثمانية فى الغابر)
و نائب صدر جميعت العلماء حيدرآباد - اے - پی (الهند)

عنى بطبعه و اهتم بنشره خدام القوم

محمد جهانگیر علی الانصاری

« عمید مولانا ابو الکلام اکادمی »

انصاری لاج، مدینہ بلڈینگ، حیدرآباد ۲ (الهند)

فون: ۴۴۲۲۲ (حقوق الطبع محفوظه) سنہ ۱۳۸۶ ھ ۱۹۶۶ م

طبع هذا الكتاب فى المطبعة العزيزية سنة ۱۳۸۶ ھ بحیدرآباد (الهند)

مصنف ابن ابی شیبہ

کتاب الصلوات ج - ۱

و وضع اليمين على الشمال

حدثنا ابو بكر قال حدثنا زيد بن حباب قال حدثنا معاوية بن صالح قال حدثني يونس بن سيف العنسي عن الحارث بن غطفان أو غطفان بن الحارث الكندي شك معاوية قال مهما رأيت نسيت لم أنس اني رأيت رسول الله ﷺ وضع يده اليمنى على اليسرى يعني في الصلوة حدثنا وكيع عن سفيان عن سماك عن قبيصة بن كليب عن أبيه قال رأيت النبي ﷺ واضعاً يمينه على شماله في الصلوة حدثنا ابن ادريس عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل ابن حجر قال رأيت رسول الله ﷺ حين كبر أخذ بشماله يمينه حدثنا وكيع عن اسماعيل بن أبي خالد عن الاعمش عن مجاهد عن مورق العجلي عن أبي الدرداء قال من اخلاق النبيين وضع اليمين على الشمال في الصلوة حدثنا وكيع عن يوسف بن ميمون عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ كافي أنظر الى أخبار بني اسرائيل واضعاً أيماهم على شمالهم في الصلوة حدثنا وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبيه قال رأيت النبي ﷺ وضع يمينه على شماله في الصلوة حدثنا وكيع عن ربيع عن أبي معشر عن إبراهيم قال يضع يمينه على شماله في الصلوة تحت البرة حدثنا وكيع قال حدثنا عبد السلام بن شداد الحريري ابوطالب قال قال غزوان ابن جرير الضبي عن أبيه قال كان علي إذا قام في الصلوة وضع يمينه على راسه يساره ولا يزال كذلك حتى يركع متى ما ركع إلا أن يصلح ثوبه أو يحك جسده حدثنا وكيع قال حدثنا يزيد بن زياد عن أبي الجعد عن عاصم الجحدري عن عقبة بن ظهير عن علي في قوله فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال في الصلوة حدثنا يزيد بن هارون قال أخبرنا



ایمان

امين
هو عبد الله بن محمد بن ابي نعيم بن عثمان الكوفي الخافض الملقب بالثوري سنة ٢٣٥

كتبه العبد الضعيف فتح علي النظامي من نسختي اسلامها
المولى ابو الطيب محمد شمس الدين العنكبوت ابادي
صاحب غاية المقصود شرح ابي داود وغيره
في تاريخ من شهر شعبان المنظم

151

[illegible]

11

تاریخ

